

جلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



# بَحَارُ الْآخَوَارِ

مُلا مُحَمَّد بَاقرِ مَجلیسِ رَحْمَہُ اللہ

ترجمہ

مُولانا سید حسن امداد مَد اللہ

دَرَحَالَات

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نمبر

# بَحَارُ الْآخَوَارِ

مُلا مُحَمَّد بَاقر مجاہدی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد منڈال

در حالات

حَضْرَتُ إِمَامٍ مُحَمَّدٍ تَقِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حَضْرَتُ إِمَامٍ عَلِيِّ رَضِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حَضْرَتُ إِمَامٍ حَسَنِ عَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَحْفُوظ بَکٹ کنیسی

فون: ۲۲۲۸۶

۳۹۱۴۸۲۳

نیکس: ۳۹۱۴۸۲۳

امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

اس کتاب "بحار الانوار" جلد نہم کے ترجمے کے  
جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔  
نیز اس ترجمے کا کوئی جز یا کل کتاب کا بلا اجازت  
شائع کرنا خلاف قانون متصور ہوگا۔

مصنف \_\_\_\_\_ مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم \_\_\_\_\_ سید حسن امداد صاحب (ممتاز لافاضل)

طابع \_\_\_\_\_ سندھ آفیسٹ پریس۔ کراچی

کتابت \_\_\_\_\_ جعفر زبیر

ناشر \_\_\_\_\_ محفوظ بک کمپنی۔ مارٹن روڈ کراچی

بائیں پجاندہ

## عرض مترجم

"بحار الانوار" طبع جدید طہران جلد نمبر ۵ مشتمل بر حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن مکرمی علیہ السلام

اس میں بحار الانوار کی مضمون دار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اہل کو سامنے

رکھ کر دیکھنا چاہے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں

تاکہ ناظرین کے لیے نفس مضمون کی تلاش آسان ہو جائے۔

ترجمہ کیا ہے، اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ

ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں ڈیلینے

کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ لگا ہوا رہ جائے اور انڈیلنے والا معذور ہے

والسلام  
"منتجم"

سید حسن امداد (ممتاز لافاضل)

# محارر الانوار جلد نہم

## حصہ اول در حالات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

صفحہ نمبر	باب اول	صفحہ نمبر	باب دوم
۱۵	ولادت، وفات، اسماء و القاب	۲۸	آپ کی امامت کے متعلق نصوص
۱۷	سن ولادت و وفات کی تحقیق	۲۹	نصوص امام رضا علیہ السلام
۱۹	نقش خاتم، القاب، کنیت	۳۱	مولود مسعود
۱۹	وقت ولادت کلمہ شہادتین	۳۱	نبوت اور امامت کیلئے عمر کی قید نہیں
۲۱	اخبار العلوم	۳۲	نصی امام موسیٰ بن امام جعفر صادق
۲۲	وجہ انتقال	۳۳	ایک وقت میں دو امام
۲۳	شبیر موسیٰ و عیسیٰ	۳۴	تقریبی امامت
۲۴	کم سنی میں خطبہ اول	۳۸	ثقل زبان
		۳۸	علی بن جعفر بن محمد کی عقیدت
۲۰	باب سوم		
۲۲	معجزات و امام علیہ السلام		
۲۲	علم قیامت سے ثبوت امامت		
۲۳	عصا کی گواہی		
۲۳	ازالہ شکوک		
۲۳	افتر پردازی کی سزا		
۲۳	ناکردہ گناہ کی سزا		
۲۴	مدتے کا قصد		
۲۴	مسلم الافکار		
۲۵	شارع العلوم		
۲۸	امام کی رسوائی کے لیے		
۲۹	بیکردار باپ کی خدمت		
۲۹	مبجزة طی الارض		
۵۰	بصارت پلٹ آئی		
۵۱	گھٹنوں کا درد دور ہو گیا		
۵۱	سیحی		
۵۱	ایک اعجاز		
۵۳	علم مافی الضمیر		
۵۵	سیحی		
۵۷	یہ فطرس والے ہی		
۵۸	الکویتے فسرزد		

۶۰	کنیز کی خریداری	۶۰	برادر ایمانی سے سلوک
۶۱	لہو و لعب سے نفرت	۶۱	روافض کی پختہ اعتقادی
۶۲	علم منایا	۶۲	اسناد حرز جواد
۶۳	حسن و رباب سے نفرت	۶۳	علماء و فقہاء و علمائے علم کی آزمائش
۶۴	شکر الحمد للہ	۶۴	دریائے حبلہ کے پانی کا علم
۶۵	اخبار العلوم	۶۵	کھجور کا شربت
۶۶	سامانی کس سے خریدا جائے	۶۶	فضا میں دریا اور دریا میں مچھلیاں
۶۶	علم الاخبار	۶۶	زلزلوں سے نجات کا عمل
۶۷	غسل امام بدست امام	۶۷	انہما طہرین کی طرف سے طواف کعبہ بجالانا
۷۱	تدفین امام کے لیے	۷۱	گھر سے نکلے تو بڑے دروازے سے
۷۲	قتل امام پر مامون کی ندامت	۷۲	ہریہ کی کا بھی داپس نہیں کرنا چاہیے
	باب چہارم		منبر رسول سے تعارف
	ام الفضل بنت مامون سے عقد اور		آپ کے اصحاب
	احتجاج و مناظرے		زکریا بن آدم
	مامون اور خطبہ نکاح		محمد بن عبد العزیز
	ام الفضل کا مہر		علی بن مہر یار
	اختلاف و احتجاج		صالح بن محمد بن سہیل
	فقہی مسائل کا جواب		خیران بن قراطیسی
	باب برکت دن		ابراہیم بن محمد ہمدانی
	ام الفضل کا شکایتی خط		
	یحییٰ بن اکثم سے مناظرے		
	رعب امامت		
	باب پنجم		
	فضائل و مکارم الاخلاق		
	کم سنی میں بیس ہزار مسائل کا جواب		
	چند سوالات		
	اعجاز امام		

## حصہ دوم امام دہم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی نقی ابن امام محمد تقی علیہما السلام

### باب اول

القاب، کنیت، ولادت و شہادت

جانے سکونت

اسم گرامی

والدہ محترمہ

تاریخ ولادت

نقشبہ خاتم

تاریخ وفات، جانے دن، خلفاء وقت

### باب دوم

امامت کیلئے اقوال و نصوص امام

قوم کا اجتماع

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی نص

ابوالحسن مجتہد سے مشابہ ہے

### باب سوم

اخبار و معجزات

ملکیت امام

ایک معجزہ

سنگریزوں کا سونے میں تبدیل ہونا

ہوانے امام کا احترام کس طرح کیا

اللہ کی طرف سے میرے لیے یہ انتظام ہے

ایک بروصہ کی صحت

ایک ہندی شعبہ بانڈی ہلاکت

ایک اور معجزہ

ترکی سردار کے بچپن کا نام

اخبار العلوم

ایک ظالم حاکم سے نجات

منجانب اللہ گرم پانی کا انتظام

تم اللہ کی کوئی نعمت کا شکر نہ کر دے

سیرت من رئے اُجڑنے کی پیش گوئی

حق بمقتدار رسید

علم الاخبار

ایک اور اعجاز

علم مافی الضمیر

علم مافی الارحام

علم مینایا

زیر مصیبت جواب مستند

دعائے قبول حاجات

استجاب دعا

سخاوت

احیائے موتی

سال کے چار دن جن میں روزے رکھے جائیں

مرد و عورت کے قرض کی ادائیگی

تارک التقیہ تارک القلوۃ کے برابر ہے

محمد میرے جد ہیں یا آپ کے؟

فارسی زبان کا علم

سقلانی زبان میں گفتگو

عطائے محمد عطائے علی

امام اور اسپ کا مکالمہ

پرندوں کی نظر میں امام کا احترام

امام کی فوج کی شان

متوکل نے امام کی زیارت پر پابندی لگا دی

رعب امام

میں امامت کا کیوں قائل ہوا؟

زمین کے ہر خطے میں قبریں ہیں

طی الارض

زینب بنت فاطمہ ہونے کی دعوت دینا

مال کثیر کا مفہوم

یحییٰ بن اکثم کے مسائل اور ان کے جوابات

سزا کے خوف سے اسلام لانے کی سزا

معرفت پر ایک تفصیلی گفتگو

یزداد طبیب

باب چہارم

خلفائے وقت

متوکل کا ارادہ قتل

ارادہ گرفتاری

اسیری اور پھر ارادہ قتل

مدینہ سے روانگی

بنی ہاشم کا پیادہ جلوس

متوکل کے قتل کی پیش گوئی

متوکل کے لیے بددعا

شرک کا قتل

صد رحمی

محمد بن حنفیہ کی اولاد کی جرأت و دلیری

یوم بعض الظالم

گر بیان چاک کرنے کا جواب

باب پنجم

اولاد امام اور حالات جعفر کذاب

اولاد امام علی نقی علیہ السلام

جعفر کا کردار برادران یوسف جیسا

جعفر کا امام کی نقیض پر مقرر ہونا

جعفر کذاب کے متعلق توثیق امام عصر

یہ سنگ خاندان ہے

جعفر کذاب کا حضرت جعفر طیار کے

خاندان کی لڑکی کا فروخت کرنا

باب ششم

احوال اصحاب امام علیہ السلام

سہیل بن یعقوب ابو نواس

اختیارات امام

دربان و وکیل

ابوالغوث شاعر آل محمد

بغا امام ترک کے بارے میں رسول کی دعا

اصحاب امام

فارس ایک قابل خدمت شخص تھا

ابوالہاشم جعفری

ابوعلیٰ کو حسین بن عبد ربیع کا قائم مقام بنانا

ابوعلیٰ بن راشد کے متعلق امام کا خط

الیس بن حمزہ قمی کو دعا کی تعلیم

میرے لیے حاضر حینی میں دعا کی جلتے

# حصہ سوم امام یازہم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

## باب اول سکونت، ولادت، القاب اور نقش خاتم

۲۵۲	قید خانے میں ؟
۲۵۳	زمین کے خزانوں کی کنجیاں
۲۵۳	تمام ائمہ برابر ہیں
۲۵۴	حجت اللہ اور دوسروں میں فرق
۲۵۴	ایک زائر کے ساتھ سلوک
۲۵۵	حضرت علی کا لون بکالی سے خطاب
۲۵۶	امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے
۲۵۶	خواب اور بیداری میں کوئی فرق نہیں
۲۵۷	بدکار عورتوں سے منع کی ممانعت
۲۵۸	فرش پر انتیاء کے قدموں کے نشان
۲۶۰	صاعد نصرانی کا ایمان لانا

## باب چہارم معجزات و کرامات

۲۶۴	سنگریز پر ائمہ ظاہرین کی مہربانی
۲۶۵	معجزہ غائبانہ سلامتی
۲۶۶	فصد میں خون کے بدلے دودھ نکلا
۲۶۷	طی الارض
۲۶۸	کنویں کے پانی کا بلند ہونا
۲۶۹	عسکریہ میں کے دوحہ کی کرامت
۲۷۰	درندہ بھی معرفت امام رکھتے ہیں
۲۷۱	زمین نے حسب قزوت سونا چاندی اگل دیا
۲۷۲	قلعہ کا غرور خود بخود جلتے لگا

۲۳۰	جائے سکونت
۲۳۰	تاریخ نمائے ولادت اور شہادت امام
۲۳۲	القاب و کنیت
۲۳۲	نقش خاتم

## باب دوم نصوص در امامت

۲۳۶	امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد
۲۳۶	امام علی النقی علیہ السلام کی نص
۲۳۷	نصوص اواخر

## باب سوم مکارم الاخلاق و دیگر امور

۲۴۴	سر اقدس کا نور
۲۴۴	اطلاع آمد امام ہدی علیہ السلام
۲۴۵	ظہور امام عصر علیہ السلام اور انہماک منائر
۲۴۵	اسحاق کنڈی کی تساقض قرآن
۲۴۷	دشمن سے درس کا طریقہ
۲۴۷	شاعر متوکل سے سلوک
۲۴۷	علم امامت اعمال و بندگان
۲۴۹	زعب امامت
۲۵۱	۱۱۲

قید خانہ بھی آپ کو باندھ نہ کر سکا  
کشت گھوڑا آپ کا منقطع ہو گیا۔

## باب پنجم اخبار النجوم بحار العلوم

۲۷۸	نبی کی پڑی اور دراہب
۲۷۹	ماسوس کی نشاندہی
۲۸۱	معتمد کی قید سے رہائی کا علم
۲۸۲	دشمن تو ہماری نسل قطع کرنا چاہتا ہے
۲۸۲	بڈیوں کا خطرہ
۲۸۳	علم اصلاب و ارحام
۲۸۳	علم ارحام
۲۸۳	بغیر و شنائی کی تحریر کی شناخت
۲۸۴	جج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں
۲۸۴	مستقبل کا علم
۲۸۵	گھوڑے کی فروخت کا حکم
۲۸۶	علم بلایا
۲۸۷	کس نے کونسا مال چڑایا
۲۸۸	تیری جائیداد واپس مل جائے گی
۲۸۸	بغیر طلب خاتم بخشی
۲۸۹	قرآن کا مخلوق خدا ہونا
۲۸۹	ٹوپی و دیسل امامت
۲۹۰	دعار و دیسل امامت
۲۹۰	علم مافی الضمیر
۲۹۳	علم الانساب
۲۹۵	علم مستقبل
۲۹۵	معتمد کی معزولی
۲۹۶	مستعبد کا گرفتاری و عذاب

مہندی کی مدت عمر کا خاتمہ  
مہندی کے قتل کی پیش گوئی  
تین دن کے بعد خوشخبری کی اطلاع  
گشہ غلام کی نشاندہی

۲۹۸	علم منایا
۲۹۹	اللہ فضل پر دم کرے
۳۰۳	مستقبل کا علم
۳۰۳	مشکوٰۃ سے مراد
۳۰۴	کنیز کی موت کا علم
۳۰۴	عروہ بن یحییٰ کے لیے بددعا
۳۰۵	زبیری کے لیے بددعا
۳۰۵	ابن ہلال سے برائت کا اعلان
۳۰۵	باب ششم تقاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں

۳۰۸	اپنے کام سے کام رکھو
۳۰۹	واقفیوں سے ترک مولات کرو
۳۰۹	انگلی کے اشارے سے ہدایت
۳۱۰	ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم
۳۱۰	حزب اللہ کا شمار
۳۱۱	فقہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں
۳۱۱	شرک خفی
۳۱۲	حکیم تفت
۳۱۲	جائز نفع
۳۱۲	تعویذ برائے نوبتی نجات
۳۱۳	تم لوگ بہت کرو دشمن کیلئے کافی ہو
۳۱۳	لوگوں کے تین طبقے
۳۱۵	من کنت مولاً کا مطلب

## ① = جائے سکونت

میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سرمن رائے (سامان) کے جس محلے میں سکونت پذیر تھے اُس نام عسکر تھا اسی لیے ان دونوں حضرات کو یکجا (عسکرتین) اور ہر ایک کو علیحدہ عسکری کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(علل الشرائع باب ۱۴۶)

## ② تاریخائے ولادت و وفات اور جائے ولادت، میت امامت و اسم والدہ گرامی

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الاول میں تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ کی میت امامت چھ سال تھی۔

• کتاب مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہ السلام دس ۱۰ ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے۔

• شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی کتاب "حقائق الریاض" میں بھی یہی تاریخ ولادت مرقوم ہے۔ (اقبال الاعمال - حقائق الریاض)

• کتاب الدرر میں ہے کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الآخر میں تولد ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دو شنبہ کے تولد ہوئے۔ (الدرر)

• آپ کی ولادت ۸ ربیع الآخر روز جمعہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ مقام سرمن رائے کے اندر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے چھ سال بعد امامت چھ سال رہے۔ اور اس

چند ماہ معتر کی حکومت رہی، اس کے بعد ہمدانی کی حکومت، پھر معتمد کی حکومت ہو گئی۔ اور معتمد کی حکومت کے پانچ سال گزر جانے کے بعد آپ نے شہادت پائی اور سرمن رائے میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت شہادت آپ کی عمر کل چھ بیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۸ سال تھی۔ آپ ربیع الاول ۲۶۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں بیمار ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ وفات پائی۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۲۲۲)

• محمد بن طلحہ نے اپنی کتاب "کشف الغمۃ" میں تحریر کیا ہے کہ آپ کی ولادت ۲۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب الناصب تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۴ ص ۱۶۱)

• آپ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں وفات پائی، اس طرح آپ کا سن وفات کے وقت ۲۹ سال کا تھا جس میں سے ۲۳ سال اور چند ماہ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے اور ان کی رحلت کے بعد پانچ سال چند ماہ اپنے عہد امامت میں بسر کیے۔ آپ کی قبر سرمن رائے (سامانہ) میں ہے۔ (کشف الغمۃ جلد ۴ ص ۱۶۲)

• حافظ عبد العزیز بغدادی کا بیان ہے کہ آپ کا لقب عسکری ہے ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۲۶۰ھ کے اندر عہد معتمد میں وفات پائی۔ آپ کی قبر سامانہ میں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو سرمن رائے میں وفات پائی، اُس وقت آپ کا سن مبارک صرف اٹھائیس سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی حریبہ تھا۔ آپ کی قبر سرمن رائے میں آپ کے پدر گرامی کی قبر کے پہلو میں ہے۔ (کشف الغمۃ جلد ۴ ص ۱۶۳)

• کتاب الدلائل میں حمیری کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ابن حضرت امام علی نقی علیہ السلام ماہ ربیع الآخر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ ۲۶۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، اُس وقت آپ کا سن مبارک اٹھائیس سال کا تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۴ ص ۱۶۴)

• اسلام النوری میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ میں روز جمعہ ۸ ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے اور آپ کے سرمن رائے میں ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو وفات پائی، اس وقت آپ کا سن اٹھائیس سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا حدیث کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کے

میت امامت چھ سال تھی۔

آپ کے القاب الہادی، السراج اور العسکری ہیں آپ اور آپ کے پیر بزرگ اور آپ کے جد نامدار یہ سب اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے عہد امامت میں معتز کی آخری چند ماہ کی حکومت رہی۔ پھر ہندی تخت گیارہ ماہ اٹھائیس یوم حکومت کی اس کے بعد احمد معتمد علی اللہ بن جعفر متوکل نے بیس سال کی مدت حکومت کی مگر جب اس کی حکومت کو پانچ سال ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی قبض روح فرمائی۔ اور آپ بھی سرمن رائے میں اپنے پیر گرامی کے ساتھ دفن کیے گئے۔

ہمارے اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ جس طرح آپ کے پیر بزرگوار اور جد نامدار بلکہ جمیع امت اہلبار کو زہر سے شہید کیا گیا۔ وہ لوگ اس کی دلیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "واللہ ما ماتا الا مقتول شہید" (خدا کی قسم ہم میں سب کے سب مقتول و شہید ہیں۔) (رواۃ العلم)

### ۳ = القاب و کنیت

آپ کو الصامت، الہادی، الرقی، الزکی، النقی کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کنیت ابو محمد تھی۔ نیز آپ کے اور آپ کے پیر عالی قدر حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور آپ کے جد نامدار حضرت امام محمد تقی جو اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی حدیث ہے۔ آپ کے صرف ایک منہ زبند امام قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ (جو ابھی تک زندہ ہیں، ہماری نظروں سے پوشیدہ جب خدا کا حکم ہو گا ظاہر ہوں گے۔) (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۴)

### ۴ = نقش خاتم

آپ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔ آپ کا نقش خاتم سبب ان من لہ مقالید السموات والارض تھا۔ (فصول المہر)

مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوشنبہ کے روز چار ریح الثانی ۳۲۲ھ میں تولد ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس ریح الثانی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ آپ کا نقش خاتم: "اَنَا اللہ شہید" یا "اِنَّ اللہ شہید" تھا۔

(مصباح کفعمی)

عیون المعجزات میں ہے کہ ہمارے اصحاب کی روایت کے مطابق آپ کی والدہ گرامی کا نام شریعت سبیل تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ان کا نام سبیل تھا۔ یہ زنان عارفات و صالحات تک سے یقین روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ۳۲۲ھ میں تولد ہوئے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ریح الآخر ۳۲۲ھ میں تولد ہوئے آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کو حدیث کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دسیان: آپ کے دیوان عثمان بن سعید اور حسین بن روح فوجی (بینی) تھے۔ تصانیف: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک کتاب ۲۵۵ھ میں ملی جو آپ کے حالات پر مشتمل تھی جس کے ترجمے کا نام "رسالہ منقبت" ہے جو اکثر مساعی حلال و حرام پر مشتمل ہے اس کتب کی ابتدائی عبارت یہ ہے: اخبرنی علی بن محمد بن محمد بن علی بن موسیٰ۔

خبریں نے کتاب موسوم بہ "مکاتبات الرجال عن العکبرین" میں احکام دین کے ایک حصہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ثقات: آپ کے ثقات (معتدین) میں سے علی بن جعفر حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے کارپرداز تھے۔ ابو اسحاق داؤد بن قاسم حنفی جنہوں نے پانچ امہ کا زمانہ دیکھا۔ داؤد بن ابو یزید نیشاپوری، محمد بن علی بن بلال، عبد اللہ بن جعفر حمیری، ابو عمرو عثمان بن سعید عری، زیات و سمان، اسحاق بن ریح کوفی، ابو القاسم مجاہد بن یزید فارسی اور ابراہیم بن عبید اللہ بن ابراہیم نیشاپوری تھے۔

وکلان: آپ کے وکلان میں محمد بن احمد بن جعفر اور جعفر بن سبیل مشتمل ہیں ان دونوں نے آپ کے پیر بزرگدار اصحاب کے فرزند کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔

اصحاب: محمد بن حسن صفار، عبد اللہ بن عمار، سی بن سلیمان، نیشاپوری، ابو طالب بن جعفر فغانی اور ابو یزید عری کے اصحاب

آپ نے فرمایا کہ جوابات میں تم سے کہوں، وہ اُس تک پہنچا دو گے؟  
اُس نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا: اچھا جاؤ پہلے کسی صورت سے اُس کا مقرب حاصل کر کے اُن سے  
کرنے کی کوشش کرو۔ پھر جب وہ تم سے ملو تو اُس سے یہ کہنا کہ ایک سوال میرے  
ذہن میں آیا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

وہ یقیناً کہے گا کہ پوچھو۔

تم کہنا کہ یہ بتائیے: وہ منظم جس کے کلام کا نام قرآن ہے اگر وہ آپ کے پاس آئے  
تو کیا اُس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کلام کا وہ مطلب نہ بتائے جو آپ نے بتایا ہے بلکہ  
اور مطلب بتائے؟

اُس کے جواب میں وہ کہے گا: ہاں! اس کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ وہ کلام اسی کا  
جب وہ یہ کہے تو پھر تم کہنا کہ: پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے اللہ نے  
کلام کے وہ معنی مراد نہ لیے ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں، اس طرح آپ غلطی کر رہے ہیں۔  
الغرض وہ شاگرد اپنے استاد اسحاق کنڈی کے پاس پہنچا اور بڑے تلمذ و  
کے ساتھ اُس نے اپنے استاد کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔

کنڈی نے کہا: کیا کہا، پھر کہو۔  
شاگرد نے یہ مسئلہ پھر پیش کیا: تو وہ سوچ میں پڑ گیا اور بولا: تمہیں قسم ہے، یہ  
یہ سوال تم کو کس نے بتایا ہے؟

اُس نے کہا: کسی نے نہیں۔ یہ سوال از خود میرے دل میں پیدا ہوا۔  
کنڈی نے کہا: ہرگز نہیں، تم جیسا آدمی ایسا سوال کر ہی نہیں سکتا۔ سچ بتاؤ!

تم کو کس نے بتایا ہے؟  
بالآخر اُس کو کہنا پڑا کہ مجھ سے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا  
سے یہ سوال کیا جائے۔

کنڈی نے کہا: ہاں اب تم نے صحیح بات بتائی ہے۔ اس قسم کا سوال تو موائے  
کے اور کسی کے ذہن میں آجی نہیں سکتا۔  
اس کے بعد اُس نے آگ ٹکوائی اور اُس وقت تک تناقض قرآن کے متعلق جو کچھ  
وہ سب جھلا دیا۔

## ⑤ = دشمن دوستی کرنے کا طریقہ نام

محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ علی بن  
ادناش جو ایک شدید دشمن آل محمد تھا اور آل ابوطالب پر تشدد کیا کرتا تھا۔  
ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اُس کے پاس بیٹھے تھے  
راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپ ایک ہی دن بیٹھے تھے کہ اس کی گردن آپ کی غفلت و  
جلالت قدر کے سامنے جھک گئی، آپ کے سامنے اُس کی نگاہ نہ اٹھتی تھی۔ جب آپ اس کے پاس  
سے اُٹھے تو بہترین صاحب بصیرت بن چکا تھا اور آپ کی طرح صراحتی کر رہا تھا۔  
(اعلام النوری ص ۲۵۹، الارشاد مفید ص ۲۲۲)

## ⑥ = شاعر متوکل کے ساتھ سلوک

شاعر متوکل ابو یوسف قصیر کا بیان ہے  
کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا میں اُس وقت بالکل تنگ دست تھا۔ میں نے کئی آدمیوں کے پاس  
مالی اعانت کے لیے رقعے لکھے، مگر میرا قاصد ہر جگہ سے بے نیل ورام واپس آیا، تو میں نے اپنے دل  
میں کہا: اب میں خود ہر ایک کے دروازہ پر جاؤں گا۔  
الغرض جب میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے  
ابو حمزہ نکلا، اس کے پاس ایک سیاہ نقیل تھی جس میں چار سو درہم تھے۔  
اُس نے کہا: میرے آقا فرماتے ہیں کہ اے یہ رقم اپنے مولود پر خرچ کر اللہ تعالیٰ تجھے  
مبارک کرے۔

## ⑦ = علم امامت اور اعمال بندگان

ابوالقاسم علی بن راشد سے روایت ہے  
ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زمانے میں علویوں میں سے ایک شخص طلب معاش  
کے لیے سرزمین رائے سے ملا و جبل کی طرف چلا۔ راستے میں ایک مرد پہلانی سے ملاقات ہو گئی۔  
اس نے پوچھا کہ اس سے آ رہے ہو؟  
مرد علوی نے کہا: سرزمین رائے سے آ رہا ہوں۔  
اُس نے پوچھا: فلاں گل کا دروازہ فلاں جگہ ہے، تم پہنچاتے ہو؟

مرد علوی نے کہا، جی ہاں۔  
اُس نے کہا، تمہیں حضرت حسن بن علیؑ کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟

مرد علوی نے کہا، نہیں۔

اُس نے کہا، تم کہاں جا رہے ہو؟

مرد علوی نے کہا، بلاذیر جیل کا ارادہ ہے۔

اُس نے کہا، بلاذیر جیل کیوں جا رہے ہو؟

مرد علوی نے کہا، روزی کمانے کے لیے۔

اُس نے کہا، اچھا تو میں تم کو پچاس دینار دیتا ہوں یہ لو اور پلٹ چلو مجھے حضرت

حسن بن علیؑ سلام تک پہنچا دو۔

مرد علوی نے کہا، بہتر ہے۔

اُس نے مرد علوی کو پچاس دینار دیے اور وہ اُس ہمدانی کے ساتھ واپس آیا۔

پہونچا، دونوں حضرت امام حسن عسکریؑ سلام کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے۔ اذن باریا

اذن مل گیا، دونوں بیت الشرف میں داخل ہوئے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ سلام صحن خانہ میں

وسرما تھے۔

جب امام علیؑ سلام کی نظر اُس مرد حبلی ہمدانی پر پڑی تو آپؑ نے فرمایا، تم فلاں

فلاں ہو؟

اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، تمہارے والد نے تمہیں میرے لیے وصیت کی تھی، تم اُس وصیت

کو پورا کرنے کے لیے آئے ہو، تمہارے پاس چار ہزار دینار ہیں۔ وہ مجھے دو۔

اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

یہ کہہ کر اُس نے وہ رقم آپؑ کے سامنے رکھ دی۔

پھر آپؑ اُس مرد علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تم طلبِ معاش کے لیے بلاذیر

جا رہے تھے۔ اُس ہمدانی نے تمہیں پچاس دینار دیے، تم اُس کے ساتھ واپس آئے۔ اب

تم کو پچاس دینار اور دیتے ہیں۔

یہ فرما کر آپؑ نے اُس مرد علوی کو پچاس دینار عطا فرمائے۔

(کشف الخفاء جلد ۲ ص ۲)

## ④ = رُعبِ امامت

تلعکبری رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ  
میں ایک دن ابوعلی محمد بن ہمام رحمۃ اللہ کی ڈپورچی میں چپو ترے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے ایک ضعیف  
شخص کا گزر ہوا، جو اونچی کوٹ پہنے ہوئے تھا، اُس نے ابوعلی کو سلام کیا۔ اُنھوں نے جواب سلام دیا۔  
اور وہ شخص چلا گیا۔

ابوعلی نے کہا، تمہیں معلوم ہے یہ کون تھا؟

میں نے کہا، نہیں۔

ابوعلی نے کہا، یہ ہمارے آقا حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ سلام کا لازم ہے

کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ اس سے اپنے آقا کی کوئی حدیث سنو؟

میں نے کہا، ہاں۔

اُنھوں نے کہا، تمہارے پاس اس کے دینے کے لیے کچھ ہے؟

میں نے کہا، ہاں، دو درہم صبح رہیں گے۔؟

اُنھوں نے کہا، اس کے لیے یہ کافی ہے۔

الغرض میں اس کے پیچھے گیا اور اُس سے جا کر کہا کہ تم کو ابوعلی بن ہمام بلاتے ہیں، کیا

تم اُن کے پاس جانا پسند کرو گے؟

اُس نے کہا، جی ہاں، بسر و چشم۔

پھر ہم دونوں ابوعلی بن ہمام کے پاس آئے وہ اُن کے پاس بیٹھ گیا۔

ابوعلی نے مجھے اشارہ کیا کہ اسے دو درہم دے دو۔

میں دینے لگا تو اُس نے کہا، اس کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے اصرار کیا اور وہ دو درہم اس کو دے دیے۔

پھر ابوعلی بن ہمام نے اُس سے کہا، اب عبد اللہ محمدؑ حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ

کے متعلق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بیان کرو۔

اُس نے کہا، میرے مالک علویوں میں سب سے زیادہ مرد صالح تھے، میں نے تو

ان جیسا کوئی آدمی ہی نہیں دیکھا۔ وہ مشکلی اور نیلگوں زین پر سوار ہوتے اور ہر دو شنبہ اور چہنبہ کو

سرمن راستے میں دار الخلافہ کو جایا کرتے۔ چنانچہ جب آپؑ اپنے معینہ دن میں شریف بنے جاتے تو

وہاں لوگوں کا عظیم اتر ہام ہوجاتا۔ سارے راستے سوار لڑتے سمجھے جاتے، ہر طرف خجری خجری اور

گدھے ہی گدھے نظر آتے، اتنی بھی جگہ نہ ہوتی کہ آدمی پیدل ہی اس کے اندر سے گذر جائے۔ اُس کا بیان ہے کہ مگر جب میرے آقا وہاں پہنچے تو کیا آدمی اور کیا جانور سب خاموش ہو جاتے، نہ خچروں کی ہنہناہٹ ہوتی نہ گدھوں کی آواز۔ آپ کو دیکھ کر سارے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے، درمیان میں وسیع راستہ خالی ہو جاتا اور آپ بغیر کسی مزاحمت کے اندر داخل ہو جاتے اور اپنی مخصوص جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے، اور جب دربار سے برآمد ہوتے تو خلیفہ دربار کو حکم دیتا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری لاؤ۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا شور و غل، گھوڑوں کی ہنہناہٹ وغیرہ سب ختم ہو جاتا۔ سارے سواروں کے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے تشریف لے جاتے۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ نے معینہ دونوں کے ملاوہ آپ کو بلایا۔ چیز آپ پر بہت شاق ہوئی، خوف تھا کہ علویوں اور ہاشمیوں میں سے جو لوگ آپ کے در منزلت کو دیکھ کر آپ سے حد کرتے تھے انہوں نے خلیفہ سے آپ کی چغلی کر دی ہوگی آپ جب سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے اور دار الخلافہ پہنچے تو کہا گیا کہ خلیفہ تو دوبار سے اٹھ چکا۔ اب آپ چاہیں تو یہاں تشریف لے سکتے ہیں اور چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ آپ وہاں سے بیٹے اور جانوروں کے بازار میں آئے۔ بڑا شور و غل تھا، بڑی بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کا ازدحام تھا مگر جب آپ بازاریں پہنچے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی نہ کسی انسان کی آواز بلند ہوئی، نہ جانوروں کا۔

الغرض آپ جا کر اس بیوپاری کے پاس بیٹھ گئے جو آپ کے لیے جانور وغیرہ خرید کر لاتا تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک ایسا خطرناک و شریر گھوڑا پیش کیا جس کے پاس کی کوئی بہت نہ کرتا تھا۔ بیوپاریوں نے اسے آپ کے ہاتھ اصل قیمت سے بھی کم یعنی کھائے پر فرو کر دیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اٹھو! اور اس پر زین کس دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ انہوں نے مجھے کبھی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا۔ جو میرے لیے باعثِ اذیت ہوا ہو، اس لیے میں نے آگے بڑھ کر اس کا تنگ کھولا اور اس کی پشت پر زین رکھ دی۔ وہ بالکل چپ چاپ رہا، اُس نے کوئی حرکت نہ کی، میں اسے لیکر آپ کے پاس آیا، تاکہ اسے لیکر چلا جائے کہ اتنے میں وہ بیوپاری دوڑتا ہوا آیا اور بولا: میں یہ گھوڑا نہیں بیچنا چاہتا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا، پھر یہ ان لوگوں کو واپس کر دو۔ بیوپاری اسے لینے کے لیے آگے بڑھا تو گھوڑے نے اس کی طرف ایسا رخ کیا کہ وہ ڈر کے مارے بھاگا۔

ملازم کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا ہم نے چھوڑا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہم وہاں سے چلے تو وہ بیوپاری پھر دوڑتا ہوا آیا اور بولا:

اس گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ ڈر ہے، کہیں آپ اسے خرید کر لے جائیں اور پھر اسے واپس نہ کر دیں۔ اگر آپ کو علم ہے کہ یہ گھوڑا کس قدر بد شرشت و شریر ہے اور اس کے بعد بھی آپ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیجیے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے

بیوپاری نے کہا، تو پھر میں نے فروخت کیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ گھوڑا سیلو۔

میں اسے لیکر اصطبل آیا۔ نہ اس نے کوئی حرکت کی اور نہ مجھے ستایا۔ میرے آقا کی برکت تھی۔

ابو علی بن ہمام کا بیان ہے کہ یہ گھوڑا لوگوں میں خوشوار مشہور تھا، وہ دو پاؤں پر کھڑا ہو جاتا۔ اپنے مالک کو لات مارتا اور پھینک دیتا تھا۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ میرے آقا تمام علویوں اور ہاشمیوں میں سب سے زیادہ مردِ صالح تھے، انہوں نے کبھی نبیذ کو منہ نہ لگایا، آپ محرابِ عبادت میں بیٹھے سجدے میں جاتے اور سجدے ہی میں سو جاتے پھر بیدار ہوتے، پھر سو جاتے، غذا کھانا تو فرماتے۔ آپ کے لیے اخیر اور انگوڑ وغیرہ لائے جاتے تو اس تمام سے ایک یاد دہانی کھالیتے اور فرماتے:

اے محمد! اسے جاؤ اپنے بچوں کو دے دینا۔

میں پوچھتا، کیا سب اٹھائے جاؤں؟

آپ فرماتے، ہاں سب لیجاؤ۔

(عیبۃ الشیخ ص ۱۳۹)

۸ = آل محمد اللہ کے مکرم بندے ہیں

اور میں بن زیاد کفر تو تائی کا بیان ہے کہ میں حضرات آل محمد کے متعلق مباغض آمیز بڑی بڑی باتیں کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ملاقات کی غرض سے  
عسکر پہنچا۔ سفر کی وجہ سے بہت تھکا ماندہ تھا اس لیے ایک تمام کی دکان پر گیا، وہیں پڑ کر سو  
اور اٹکھ اس وقت کھلی جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے آکر کھٹکھٹایا۔  
میں نے محسوس کیا کہ آپ ہی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اس لیے فوراً اٹھا، دروازہ  
کھولا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ سواری پر سوار تھے اور کئی غلام آپ کے گرد تھے۔

آپ نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ تھی کہ اے اور سی! سنو!  
”بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْتَفْهِتُونَ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ لَٰعِلُونَ

(سورة الانبياء آیت ۲۶-۲۷)

ترجمہ: بلکہ یہ اللہ کے مکرم بندے ہیں، اُس کے قول پر سبقت نہیں کرتے اور اسی  
کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! میرے لیے یہی آیت کافی ہے۔ درحقیقت میں یہی  
پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (مناقب جلد ۲ ص ۲۶۹)

## ⑨ = قید خانے میں ؟

کتاب احمد بن محمد بن عیاش میں ہے کہ ابو ہاشم  
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں تھے اور معتز نے طالبین کے متعدد لوگوں  
کے ساتھ ۲۵۸ عرصہ میں ان دونوں کو بھی قید میں ڈال دیا تھا۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو محمد امام حسن  
قید کر لیے گئے تو خاندان بنی عباس اور اساطیر کے مخزن میں سے صالح بن علی وغیرہ صالح  
وصیف کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ: حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ ذرا بھی نرمی  
کرنا، بلکہ اور سختی میں اضافہ کر دو۔

صالح بن وصیف نے کہا، حتی الامکان میں نے دوشیر و ظالم ترین لوگ ان پر اس  
کے مگر وہ دونوں بھی آپ کی نماز اور عبادت کو دیکھ کر ان سے متاثر ہو گئے۔

اس کے بعد اُس نے ان دونوں محافظوں کو بلوایا، ان سے پوچھا، بتاؤ تم دونوں کی  
اُس مرد (امام حسن عسکری) کے متعلق کیا رائے ہے ؟

انہوں نے کہا، ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں جو دن بھر روزہ سے رہتے ہیں اور  
رات بھر عبادت کے سوا کچھ سے کوئی بات کرتے ہیں، نہ کسی اور کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اگر

کبھی نظر اٹھا کر ہم لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا بند بند کا پنہ لگتا ہے اور دل اس طرح لرزنے  
لگتا ہے کہ اپنے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔  
عباسیوں نے جب یہ سنا تو وہاں سے مالوس واپس ہو گئے۔ (ارشاد ص ۲۲۲)

## ⑩ = زمین کے خزانوں کی کنجیاں

کتاب الجلاء الشفاء میں مرقوم ہے کہ ابو جعفر  
نے بتایا کہ ابو طاہر بن ببل ایک مرتبہ حج پر گیا۔ اس نے دیکھا کہ علی بن جعفر ہمدانی بڑی بڑی قمیص  
داد و دہش میں خرچ کر رہے ہیں۔

جب حج سے واپس آیا تو اس نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے علی بن جعفر ہمدانی کو ایک لاکھ دینار خرچ  
کرنے کی اجازت دیدی ہے اور تم کو بھی اتنی ہی رقم خرچ کرنے کا اجازت ہے۔

یہ کام اس امر کی دلیل ہے کہ ان (انہ) کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔  
(مناقب جلد ۲ ص ۲۲۲)

## ⑪ = تمام ائمہ علم میں برابر ہیں

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ فہشک نے  
امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ عورت غریب و مسکین کو ایک حصہ (میراث سے)  
ملتہ ہے اور مرد کو دو حصے ؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ عورت پر نہ جہاد فرض ہے، نہ اس کا نان و نفقہ اس  
کے ذمے ہے۔ یہ ذمہ داریاں مردوں پر ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہی سوال تو ابو العوجا نے بھی حضرت امام جعفر صادق  
علیہ السلام سے کیا تھا اور آپ نے بھی اس کا یہی جواب دیا تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات آتے ہی، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ہاں  
ٹھیک ہے یہی سوال ابو العوجا نے بھی کیا تھا اور جب سوال کا مفہوم ایک ہو تو جواب بھی ایک  
ہی ہوگا۔ سنو، جو بات ہمارے اول کی ہوئی ہے وہی ہمارے آخر کی بھی ہوئی ہے۔

اول و آخر علم اور دیگر امور میں برابر ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین  
علیہ السلام کو یہ بزرگی اور فضیلت حاصل ہے (مختار النسخ ص ۲۲۲)

کشف الغمہ میں بھی دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۱۹)  
اعلام الوری میں کتاب ابن عباس سے یہی روایت درج ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۵)

### ۱۲ = حجت اللہ اور دوسروں میں فرق

ابو حمزہ نصیر خادم سے روایت ہے  
ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے غلاموں سے  
ان ہی کی زبانوں میں کئی مرتبہ باتیں کرتے ہوئے سنا جن میں کچھ رومی تھے کچھ ترکی تھے اور کچھ  
صقلی تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، دل میں کہا کہ یہ مرید میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت  
ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام کی وفات تک کبھی کسی کے سامنے نہیں آئے، نہ ان کو کسی نے  
دیکھا، پھر ان کو یہ زبانیں کیسے آگئیں؟  
ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سنو! اللہ تعالیٰ  
اپنی حجت کو ساری مخلوق پر واضح کر دیتا ہے اور اسے ہر شے کا علم عنایت فرما دیتا ہے یہی بنا پر  
دنیا کی تمام زبانوں کو تمام لوگوں کے نسب کو اور زمانے کے تمام ہونے والے آئندہ کے حوادث  
کو جانتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر حجت خدا اور محجوہین میں کیا فرق ہوگا۔؟  
(مختار الخراج ص ۲۱۲، مناقب جلد ۴ ص ۲۲۸)  
اعلام الوری کافی اور ارشاد شیخ مفید میں بھی نصیر خادم کی یہی روایت مرقوم ہے  
(اعلام الوری ص ۳۵۲، کافی جلد ۱ ص ۵۰۹، ارشاد ص ۲۲۳)

### ۱۳ = ایک نئے کے ساتھ سلوک

ابوالفاسم حشبی سے روایت ہے ان کا  
بیان ہے کہ میرا دستور تھا کہ ہر سال اول شعبان میں عسکر (سامرہ) میں مقام مقدس کی زیارت  
کو جایا کرتا اور نیم شعبان میں زیارت قبر حسین علیہ السلام کیا کرتا تھا۔ ایک سال میں شعبان  
سے پہلے ہی عسکر پہنچ گیا اور خیال تھا کہ اب حسب دستور شعبان میں یہاں کی زیارت کو نہ  
اسکون گا۔ مگر جب شعبان آیا تو دل میں کہا کہ ہمیشہ شعبان میں وہاں کی زیارت کی ہے اسے نہ چھوڑا  
گا۔ یہ سوچ کر میں پھر عسکر (سامرہ) روانہ ہوا اس سے پہلے جب عسکر پہنچتا تو رقعہ یا خط سے لوگوں

کو مطلع کر دیا کرتا تھا کہ میں آ رہا ہوں مگر اس مرتبہ ارادہ کیا کہ صرف زیارت کروں گا اور کسی سے میل  
ملاقات نہ کروں گا۔ اس لیے جس کے گھر قیام کیا اُس سے کہہ دیا کہ میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ دینا  
جب میں نے شب کو اُس کے یہاں قیام کیا، تو گھر کا مالک مسکراتا ہوا دو دینار کے  
آیا، اس کو خود حیرت تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے یہ دو دینار میرے پاس  
بیچے ہیں اور کہلا یا ہے کہ یہ حبشی کو دیدوار کہو، جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے اس کی حاجت  
برآری اللہ کرتا ہے۔  
(مختار الخراج ص ۲۱۵)

### ۱۳ = حضرت علی کا لوف سے خطاب

محمد بن علی شریعی جو مہندی  
کے مقربین میں سے تھا، اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اس کو لوگوں کے واقعات و حالات سے  
کافی واقفیت تھی، اس کا بیان ہے کہ میں اکثر مہندی کے پاس شب بھی بسر کر لیتا تھا۔ ایک شب  
کو مہندی نے مجھ سے کہا:  
اے محمد! کیا تم کو وہ روایت معلوم ہے جو لوف بکاالی نے حضرت علی علیہ السلام  
نقل کی ہے؟  
میں نے کہا: جی ہاں، یا امیر المومنین، لوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کو  
دیکھا کہ آپ نے ایک شب کو بار بار باہر نکل کر آسمان کی جانب دیکھا، پھر مجھے پکارا:  
اے لوف! کیا تم سو رہے ہو؟  
میں نے عرض کیا، نہیں یا امیر المومنین! میری آنکھیں مسلسل آپ پر جمی ہوئی ہیں  
آپ نے فرمایا: اے لوف! کیا کہنا ان لوگوں کا جو دنیا میں زاہدانہ زندگی گذارتے ہیں  
اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی زمین کو بستر بنایا ہے اور اپنے ہاتھ  
کو تکیہ بنایا، یہاں کے پانی کو خوشگوار اور طیب و طاهر سمجھتے ہیں، کتاب خدا پر عمل ان کا شعار ہے اللہ  
سے دعا کرتا ان کا دستور ہے۔ پھر انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا، حسب طرح حضرت عیسیٰ بن  
حضرت مریم علیہ السلام نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔  
اے لوف! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے عیسیٰ مسیح کی طرف وحی فرمائی کہ نبی اسرائیل سے  
کہہ دو کہ میرے گھروں میں جب داخل ہوں تو خضوع قلب، خضوع نظر اور پاک صاف ہاتھوں کے  
ساتھ اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ اگر ایسا نہ کیا تو، نہ میں ان میں سے کسی کی فریاد سنوں گا، اور نہ کسی کی  
دعا کو قبول کروں گا۔

دل میں یہ سوال بھی تھا کہ مومنین سے اس جگہ کون لوگ مراد ہیں؟ تو وہ ائمہ طاہرین ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور وہ ہم (ائمہ) ہیں۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۲۷)

## ۱۴ = آیہ ثَمَّ أَوْثْنَا الْكِتَابَ کی تفسیر

روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ ابوالہاشم نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی: "ثَمَّ أَوْثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يَا ذُنَّ اللَّهِ" (سورہ فاطر، آیت ۳۲)

ترجمہ: پھر ہم نے جنہیں اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا، انہیں کتاب کا وارث بنادیا۔ پس ان میں سے کچھ تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ ميسانہ رو ہیں۔ اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا اس آیت میں ظالم لنفسہ سے مراد وہ ہیں جو امام کا اقرار نہیں کرتے۔ مقتصد سے وہ مراد ہیں جو امام کی معرفت رکھتے ہیں اور سابق بالخیرات سے مراد خود امام ہیں۔

یہ سن کر میں نے دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڑی چیز ہے جو آل محمد کو اللہ نے عطا کی ہے اور یہ سوچ کر میں رونے لگا۔

آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا، سنو! آل محمد کی عظمت شان جو تمہارے ذہن میں ہے اس سے ایک بڑی چیز ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اس نے تمہیں آل محمد کے دامن سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قیامت کے دن جب تمام لوگ اپنے اپنے امام و سردار کے ساتھ بلائے جائیں گے تو تم آل محمد کے ساتھ بلائے جاؤ گے۔ تمہارا انتخاب بخیر ہے۔ (مناقب الخراج ص ۳۳۹)

## ۱۵ = اللہ کی غفوب و بخشش کا مطلب (تفسیر آیت)

ابوالہاشم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت

اس قدر غفور سے کام لے گا کہ اس کا غفور بندوں پر محیط ہو جائے گا اور یہ دیکھ کر مشرک بھی کہنے لگیں گے کہ "وَاللَّهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ" (سورۃ الانعام آیت ۱۶) (ہمارا رب بھی اللہ ہی ہے، ہم مشرک نہیں ہیں)

یہ سن کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ہمارے اصحاب میں سے مکہ کے باشندے نے یہ بات کہی تھی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس آیت کی قرأت فرمائی ہے کہ:

"إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذَّنْوَيبَ جَمِيعًا" (سورۃ الزمر آیت ۵۳)

یعنی "اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔" مگر سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس نے شرک اختیار کیا ہے اس کا کیا ہوگا؟

یہ سن کر میں نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے ڈانٹا تھا۔

ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری نے میری طرف دیکھا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" (سورۃ النساء آیت ۴۸) ترجمہ: بیشک اللہ مشرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا۔

واقعاً اس شخص نے تم سے کتنی غلط بات کہی تھی۔ (مناقب الخراج ص ۲۳۹)

## ۱۶ = (آیہ) يَلِّهِ الْأُمُورُ کی تفسیر (علم مافی الضمیر)

ابوالہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی: "يَلِّهِ الْأُمُورُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ أَعْدٍ" (سورہ روم آیت ۲) ترجمہ: (اللہ ہی کا حکم ہے اول و آخر)

آپ نے فرمایا کہ حکم دینے سے پہلے ہی اس کو اختیار ہے کہ حکم دے یا نہ دے اور حکم دینے کے بعد بھی اس کو اختیار ہے کہ اسے باقی رکھے یا منسوخ کر دے۔

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے: "أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" (سورۃ الاعراف آیت ۵۴)

ترجمہ: (آگاہ ہو جاؤ اسی کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے یا کہے اللہ رب العالمین)

محمد بن علی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہندی نے فوراً حضرت علی علیہ السلام کی اس روایت کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا، اس کے بعد وہ برابر وسط شب میں اٹھتا، تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتا اور میں اُس کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ:

”اے نون! واقعاً دنیا میں زاہدوں جیسی زندگی بسر کرنے والوں کا اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والوں کا کیا کہنا۔“ (مروج الذهب)

### ۱۲ = امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے

محمد بن ہمام سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ ہمارے یہاں لڑکے کا محل ضائع ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی میری زوجہ حاملہ ہے آپ دعا فرمائیں کہ حمل ضائع نہ ہو اور صبح و سلامت ولادت ہو جائے، نیز سعادت مند بیٹا پیدا ہو جو آپ حضرات کے دوستداروں میں ہو۔

آپ نے اس رقعے کے اوپر اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جسے تم چاہتے ہو ویسا ہی کر دیا ہے۔“

چنانچہ حمل سلامت رہا اور لڑکا پیدا ہوا۔ (رجال کشی ص ۱۹۵)

### ۱۵ = ہمارے خواب اور بیداری میں فرق نہیں

فضل بن حارث سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی نقی علیہ السلام کے سر میں رات سے نکلنے وقت میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام پاپیا وہ چل رہے ہیں، کپڑے پٹھے ہوئے ہیں گہرا گندھی رنگ ہے آپ کی جلالت شان کو دیکھتے ہوئے مجھے برا تعجب ہوا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ تھک نہ جائیں۔

جب رات ہوئی تو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔

”میرا وہ رنگ جس پر تمھیں تعجب ہوا یہ (کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے) اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جس بندے کے لیے جو رنگ چاہتا ہے اختیار کر لے اور یہ لوگوں کے لیے سبق آموز ہے، کسی بندے کے رنگ پر اس کی مذمت نہیں کی جاسکتی۔ ہم اکثر عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے کہ جیسے وہ تھکے ہیں ہم بھی تھک جاتیں، ہم اللہ سے ثبات قدم اور توفیقِ تفکر کی دعا

کرتے ہیں۔ یاد رکھو! ہم آئندہ خواب میں بھی ویسے ہی کلام کرتے ہیں جیسے بیداری میں۔ (رجال کشی ص ۲۸ کشف الغم جلد ۳ ص ۳۰۲)

### ۱۶ = انبیاء و مومنین اور منافقین و شیاطین کے سونے کے طریقے

محمد بن یحییٰ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی ہے جس کی مجھے بڑی فکر ہے میں نے چاہا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے دریافت کروں مگر موقع نہ مل سکا۔

آپ نے فرمایا اے احمد! وہ کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا، مولانا! آپ کے آبائے طاہرین کی یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ انبیاء کی نیند پشت کے بل (دچت) ہوتی ہے، مومنین کی نیند دائیں کروٹ ہوتی ہے، منافقین بائیں کروٹ سوتے ہیں اور شیاطین منہ کے بل سوتے ہیں۔؟

آپ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کیا، مولانا! میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے داہنے پہلو (کروٹ) پر سوؤں، مگر ممکن نہیں ہوتا، نیند ہی نہیں آتی۔

یہ سن کر آپ ذرا دیر خاموش رہے پھر فرمایا، اچھا اپنے دونوں ہاتھ استینوں سے اندر کی طرف اپنے کپڑوں میں کرلو۔

میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر آپ نے اپنے ہاتھ استینوں سے نکالے اور میرے کپڑوں کے اندر داخل کر دیے اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں پہلو پر مس کیا اور بائیں ہاتھ میرے دائیں پہلو پر مس فرمایا اور تین بار کیا۔

احمد کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے اپنے ہاتھ میرے پہلوؤں پر مس کیے پھر میں کبھی بائیں کروٹ سے سو ہی نہ سکا، نیند ہی نہیں آتی۔ (کافی جلد ۵ ص ۵۱۲-۵۱۳)

### ۱۷ = بدکار عورتوں کی متعہ بیت کرو

حسن بن علی نے یہ بھی بیان کیا کہ میں تیس سال سے ترک متعہ کیے ہوئے تھا میری

آبادی میں ایک عورت تھی جس کے حسن و جمال کی لوگ بہت متعلق کرتے تھے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، مگر وہ بدکار اور زانیہ تھی، مجھے کراہت محسوس ہوئی، مگر دل میں سوچا کہ اُمّہ علیہم السلام کا قول ہے کہ زانیہ فاجرہ سے متفرک کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے بچا کر حلال کی طرف لے آؤ گے۔“

میں نے اس متعلقہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا اتنے عرصہ کے بعد میرے لیے یہ جائز ہے کہ متفرک کروں؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، "متفرک سے تم سنت ادا کرو گے اور بدعت کو ختم کرو گے، اس لیے تمہیں متفرک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر ایسی عورت سے متفرک نہ کرو جو بدکاری اور زنا کاری میں مشہور ہو۔ اگرچہ تمہارے ذہن میں ہمارے آبانے کرام کا یہ قول ہے کہ زانیہ فاجرہ سے متفرک کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے نکال کر حلال کی طرف لاؤ گے، مگر یہ عورت بے عزت مشہور ہے، تمہارے کہ اس کی وجہ سے تم بھی بے عزت نہ ہو جاؤ۔"

آپ کی اس ہدایت کے بعد میں نے اس سے متفرک نہیں کیا، مگر میرے بھائیوں اور پڑوسیوں میں سے ایک شخص شاذان بن سعد نے اس سے متفرک کر لیا۔ یہ بات مشہور ہوئی، بات اور تک پہنچی اور معاملہ غلیظ وقت کے سامنے پیش ہوا اور اس کی وجہ سے اس شخص کو بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ نے میرے مولا کی ہدایت کی برکت سے مجھے اس سے بچا لیا۔

(کشف الغم جلد ۳ صفحہ ۲۰۳-۲۰۴)

## ⑱ = فرش پر انبیاء کے قدموں کے نشانات

روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

اے عاصم! دیکھو، تمہارے پاؤں کے نیچے جو فرش ہے اس پر بہت سے انبیاء و مرسلین اور ائمہ راشدین بیٹھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! پھر میں اس مکرم فرش پر تاحیات جو تکبہ ہوں کر پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا اے علی! یہ جو تاجو تمہارے پاؤں میں ہے نخس اور ملعون ہے یہ ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش میں اس فرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔

آپ نے فرمایا، اچھا میرے قریب آؤ۔

میں قریب پہنچا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیر دیا، میں ایک دم بینا ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، کیا تم اس بساط پر قدموں کے نشانات اور نقوش دیکھتے ہو؟ دیکھو! یہ حضرت آدم کے قدموں کے نشانات ہیں۔ وہ یہاں بیٹھے تھے۔ یہ ہابیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شیث کا نشانِ قدم ہے۔ یہ نوح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قیدار کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ہملائیل کے قدم کا نشان ہے۔ یہ یارہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خنوخ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ متوشلح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سام کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ارفخشذ کے قدم کا نشان ہے۔ یہ ہود کے قدم کا نشان ہے۔ یہ صالح کے قدم کا نشان ہے۔ یہ لقمان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ابراہیم کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوط کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسماعیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ایسا کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسحاق کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یعقوب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوسف کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شعیب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ موسیٰ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوشع بن نون کا نشانِ قدم ہے۔ یہ طالوت کا نشانِ قدم ہے۔ یہ داؤد کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سلیمان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خضر کا نشانِ قدم ہے۔ یہ دانیال کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یسوع کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یونس کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شاول بن اردشیر کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوی کا نشانِ قدم ہے۔ یہ کلاب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قیسی کا نشانِ قدم ہے۔ یہ مدنان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبد مناف کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبد المطلب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبداللہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ حیرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشانِ قدم ہے۔ یہ امیر المؤمنین کا نشانِ قدم ہے۔ یہ آپ کے بعد کے اوصیاء کے نشاناتِ قدم ہیں مہدی منتظر تک۔ اس لیے کہ یہ حضرات اس پر چلے اور بیٹھے ہیں۔

پھر فرمایا، ان نشانات کو دیکھا، یہ دینِ خدا کے اشارہ و نشانات ہیں۔ ان میں شک کرنے والا اللہ کی ذات میں شک کرنے والا ہے، ان سے انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اپنی نگاہیں نیچی کر لو، اے علی۔

میں نے اپنی نظریں جھکا لیں تو میں جیسا تھا پھر ویسا ہی ہو گیا۔

علی بن عاصم کا بیان ہے۔ یہ سن کر میں ہر ایک کے قدموں کے نشانات پر گرا اٹھیں اور دیا، پھر امام علیہ السلام کے دست مبارک کے بوسے لیے اور عرض کیا: مولا! میں مجبور ہوں ہاتھوں سے تو آپ حضرات کی نصرت کر نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تنہا ہی میں آپ حضرات سے تولا اور آپ حضرات کے دشمنوں سے تبرک کروں ان پر لعنت بھیجوں۔ پھر مولا، یہ فرمائیں کہ میرا کیا حشر ہوگا؟ میری عاقبت کئی ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا: میرے پسر بزرگوار نے مجھ سے میرے جبر نامہ اور جناب رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ”جو شخص اپنے صنعت و کمزوری کی وجہ سے  
اہلیت کی نصرت نہ کر سکتا ہو اور تنہا بیویوں میں ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہو تو اللہ اس کی  
کو تمام ملائکہ تک پہنچاتا ہے اور جب تم میں سے کوئی ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہے تو  
اس کی معاصرت و معاونت کرتے ہیں اور جو ہمارے دشمنوں پر لعنت نہیں بھیجتا، ملائکہ اس پر  
بھیجتے ہیں۔ اور جب اس لعنت بھیجنے والے کی آواز ملائکہ تک پہنچتی ہے تو وہ سب اس امر  
کے لیے استغفار کرتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”پروردگار! تو اپنے اس  
کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرما جس نے میرے اولیاء کی نصرت کے لیے سعی کی، اگر اس سے  
نصرت کرنے کی اس میں قدرت ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نصرت کرتا۔“

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل آتی ہے کہ اے میرے ملائکہ! میں نے تمہاری  
کو اپنے اس بندے کے حق میں قبول کیا، میں نے تمہاری دعائیں سنیں اور تمام نیک بندوں کی  
کے ساتھ اس کی روح پر بھی رحمت نازل کی۔ اور میں نے اسے بھی اپنے منتخب اور نیک بندوں  
شمار کیا۔

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد علیؑ  
سے اپنے تنگ محبس اور قید کی سختی کا حال آپؑ کو لکھ بھیجا۔

آپؑ نے اس کے جواب میں خمد فرمایا (دُکھراؤ) آج تم ظہر کی نماز اپنے گھر میں  
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ظہر کے وقت قید خانے سے رہائی ملی اور نماز اپنے گھر پڑھی۔

میں اُن دنوں تنگ حالی میں مبتلا تھا، جی چاہتا تھا کہ آپؑ سے کچھ مدد چاہوں مگر  
آئی اور اسے خط میں نہ لکھ سکا۔ مگر جب میں گھر پہنچا تو آپؑ نے ایک سودیاری بھیجے اور خط میں لکھا

جب تمہیں کسی چیز یا رقم کی ضرورت ہو کرے تو مانگ لیا کرو، شرم نہ کیا کرو، تم جتنا مانگو گے، وہ  
(مناقب ص ۳۳۲)

• اعلام الوریٰ اور ارشاد شیخ مفیدؒ میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(اعلام الوریٰ ص ۲۵۲ الارشاد ص ۲۲۲)

(۱۹) = صاعد نصرانی کا اسلام لانا

محمد بن ہارون سے روایت ہے اُن کا بیان  
کہ میرے والد نے مجھے ایک صاحب کے ساتھ ابو القلا صاعد نصرانی کے پاس بھیجا تاکہ میں اُس

وہ روایت سن لوں جو وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہے۔  
اُن صاحب نے مجھے اُس تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک مرد بزرگ ہے۔ میں نے اُسے  
اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

اُس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا: ”میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ  
ہم اور ہمارے تمام بھائی اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنے یہاں کے عامل کے ظلم کی شکایت کرنے  
کے لیے سرمن رائے گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن اتفاقاً دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
علیہ السلام اپنے بغلہ پر سوار چلے آ رہے ہیں۔ آپؑ کے سر پر تلمل کی ٹوپی تھی اور دوش پر چادر۔  
میں نے اپنے دل میں کہا، بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ غیب کی بات جانتے  
ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ اپنے آگے کی ٹوپی چھپے کر لیں گے۔

آپؑ نے ایسا ہی کر دیا۔

میں نے دل میں کہا، یہ محض اتفاقہ امر ہے۔ اچھا، یہ اپنے داپے کا منہ پر پڑی  
ہوئی چادر کا سر اٹھیں جانب اور بائیں جانب کے سرے کو دائیں جانب ڈال لیں، تب جانوں گا کہ  
افسوس علم غیب ہے۔

آپؑ نے یہ بھی کر دیا اور چلتے رہے۔

جب میرے قریب پہنچے تو فرمایا اے صاعد! تم بکری کا گوشت کبوں نہیں کھاتے  
مچھلی کبوں کھاتے ہو؟ وہ پانی کی مخلوق ہے، تم پانی کی مخلوق تو نہیں ہو؟  
اور ہم لوگ اُس زمانے میں مچھلی کھایا کرتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ میرے والد کے الفاظ ہیں کہ میں نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے  
دیکھا اور جو میں نے سنا۔

اس واقعے کے بعد صاعد اسلام لایا اور محمد کا وزیر بنا۔ (کتاب انجم)



عذر نہیں پیش کر سکتا۔

میں نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے ؟

اُس نے کہا میرا نام مہج بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن غانم بن غانم ہے جو ایک زن عربیہ مین کی رہنے والی تھیں جن کے پاس یہ سنگریزہ تھا جس پر امیر المومنین علیؑ سلام نے مہر ثبت فرمائی تھی۔

اس واقعہ کی طرف ابوہاشم نے اپنی نظم میں اشارہ بھی کیا ہے۔ (اعلام الوری ص ۳۵۳)  
(غنیۃ طوہد ص ۳۲، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۳، مختار الخراج مناقب جلد ۲ ص ۴۲)

## ② = معجز نما سُرمدہ کی سلائی

ابو جعفر محمد بن عیسیٰ بن احمد زرجی کا بیان ہے کہ میں نے سرمن رائے میں شارع سوق پر واقع ایک مسجد زبید کے اندر ایک نوجوان کو دیکھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ ہاشمی نوجوان موسیٰ بن عیسیٰ کی اولاد میں سے ہے۔

راوی نے اس کا نام نہیں بتایا مگر اس کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا جب سلام پڑھ کر نماز سے فارغ ہوا تو اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا:

آپ قحیٰ ہیں یا رازی ؟

میں نے کہا میں قحیٰ ہوں اور کوہس حضرت امیر المومنین علیؑ سلام کی مسجد کا محب اور ہوں۔

اُس نے پھر دریافت کیا کہ کیا آپ موسیٰ بن عیسیٰ کے گھر کو جانتے ہیں جو کوہی ہیں ؟

میں نے کہا، ہاں، میں جانتا ہوں۔

اُس نے کہا، میں اُن ہی اولاد میں سے ہوں۔

اُس نوجوان نے بیان کیا کہ میرے والد کے دو بھائی اور بھتیجے۔ بڑا بھائی دولت مند تھا اور چھوٹے کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دن چھوٹا بھائی بڑے کے پاس گیا اور اُس کے چہرہ سودینا رخا ایلے۔ بڑے بھائی نے دل میں کہا کہ میں حضرت حسن بن علیؑ بن محمد بن رضا علیہم السلام کے پاس جاؤں گا، وہ بڑے شیریں زبان ہیں۔ اُن سے عرض کروں گا کہ چھوٹے بھائی کو سمجھائیں شاید وہ میرا مال واپس کرے۔

یہ ابتدائے شب کا واقعہ تھا، مگر جب صبح ہوئی تو میں نے ارادہ بدل دیا اور دل میں کہا کہ نہیں اُن کے پاس نہیں، بلکہ بادشاہ کے مصاحب اسباس ترکی کے پاس جا کر چھوٹے بھائی کے شکایت کروں۔

## ① = سنگریزے ائمہ طاہرین کی مہر ہیں

روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہل مین میں سے ایک شخص کے لیے حاضر خدمت ہونے کی آپ سے طلب کی گئی۔ آپ نے اجازت دی تو ایک مرد شکیل و طویل و جسیم اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا، بیٹھ جاؤ۔

وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش معلوم ہوتا کہ یہ کون شخص ہے ؟

حضرت ابو محمد علیؑ سلام نے فرمایا، یہ سنگریزے والی اُس زن عربیہ کا لڑکا جس کے سنگریزے پر میرے آبائے کرام نے اپنی مہریں ثبت کی ہیں۔

پھر آپ نے اُس سے فرمایا، لاؤ وہ سنگریزہ کہاں ہے ؟

اُس نے ایک سنگریزہ نکالا، جس کے ایک کنارے پر ایک صاف جگہ خالی تھی۔ اُسے لیا، اُس پر اپنی مہر ثبت فرمائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ اُن پر حسن بن علیؑ ثبت ہے۔

میں نے اس مرد عینی سے پوچھا، تم نے مولا کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا ؟

اُس نے کہا، نہیں خدا کی قسم، ایک مہر سے تمنا تھی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوں اور اس وقت یہ جوان سامنے آئے جن کو میں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔

اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اے اہلبیت رسول! آپ حضرات پر اللہ کی رحمت اور بَرَکات نازل ہو۔ آپ حضرات میں بعض ذریت ہے بعض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق بھی ہم پر طرح فرض ہے جس طرح امیر المومنین علیؑ سلام اور دیگر ائمہ کا حق فرض تھا۔ حکمت و لہجہ آپ تک پہنچی ہے۔ بیشک آپ اللہ کے ایسے ولی ہیں کہ آپ سے مردم علم اور ناواقفیت کا کوئی

یہ سوچ کر میں اس باس ترکی کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ شطرنج کھیلنے میں مصروف تھا۔ میں وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا آدمی میرے پاس پہونچا اور بولا:

چلیے آپ کو میرے مولانا نے یاد فرمایا ہے۔

میں وہاں سے اٹھ کر اُس آدمی کے ہمراہ چل دیا جب آپ کی خدمت میں پہونچا تو آپ نے فرمایا، کیوں، اولیٰ شب میں تو تھیں میری ضرورت تھی مگر صبح ہوتے ہوتے تم نے ارادہ بدل دیا۔ اچھا جاؤ وہ تھیلی جو تمہاری چوری ہو گئی تھی، واپس ہو گئی ہے۔ دیکھنا اپنے بھائی ہرگز شک نہ کرنا، بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسے کچھ دیدینا اور اگر تم نہ دے سکو تو میرے پاس بھیج دینا، میں اسے دے دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ یہ سن کر جب میں وہاں سے چلا تو راستہ ہی میں میرا غلام مجھے ملا، اس نے بتایا کہ دیناروں کی تھیلی مل گئی۔

ابو جعفر زرچی کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ نوجوان مجھے اپنے گھر لے گیا، میری ضیافت کی، پھر اپنی کینز کو آواز دی کہ ”لے غزال“ یا ”لے زلال“۔

میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر کینز آئی، اس نوجوان نے کہا، ”لے کینز! ذرا اُس سرمہ کی سلائی اور نو مولود کا واقعہ تو بیان کر۔“

اس کینز نے کہا، ”میں نے، میرے یہاں ایک بچہ آنکھ کے سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوا، میری مالکہ نے مجھ سے کہا،“

ذرا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر جا، اور حضرت حکیمہ سے کہہ کہ وہ بچہ تاکہ اس بچہ کو شفا ہو جائے۔“

میں اُن کی خدمت میں پہونچی اور درخواست کی حضرت حکیمہ نے فرمایا:

ذرا وہ سلائی تولو جس سے اس بچہ کو سرمہ لگایا تھا، جو ابھی گذشتہ شب پیدا ہوا، یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند۔ چنانچہ وہ سلائی آئی حضرت حکیمہ نے مجھے عطا فرمایا، میں اسے لیکر اپنی مالکہ کے پاس آئی اور اس سلائی سے آنکھوں نے اپنے بچے کی آنکھ میں سرمہ لگایا، فوراً شفا یاب ہو گیا۔ وہ سلائی ہمارے پاس عرصہ تک رہی، اُس سے شفا حاصل کرتے رہے۔

بعد میں وہ سلائی کہیں گم ہو گئی۔

ابو جعفر زرچی کا بیان ہے کہ پھر میں مسجد کو فرمایا، ابو الحسن بن برہون بری سے ملا، اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، اُنھوں نے کہا کہ اس بات نے مجھ سے بھی ایسی واقعہ ہے کہ کماست بیان کیا تھا۔ زکام الدین جلد ۱ ص ۱۹۳

### ۳ = فصد میں خون کے بدلے دودھ نکالا

مقام رے کے ایک طبیب جس کی عمر سو سال سے کچھ زائد تھی نے یہ روایت بیان کی ہے، اُس نے کہا کہ میں متوکل کے طبیب خاص غنیشور کے منتخب شاگردوں میں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا (امام حسن عسکری) علیہ السلام نے میرے استاد کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ اپنے حلقے کے کسی خاص الخاص شاگرد کو کچھ دو، وہ میری فصد کھول دے۔

استاد نے مجھے منتخب کیا اور کہا حضرت ابن رضائے مجھ سے ایک آدمی مانگا ہے جو اُن کی فصد کھول دے۔ لہذا تم جاؤ۔ اور یہ بھی جان لو کہ اس زمانے میں رے زمین پر اُن سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے، لہذا جو کچھ وہ کہیں اس پر عمل کرنا معترض نہ ہونا۔ اُس طبیب کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا، جاؤ اس حجرے میں بیٹھ کر انتظار کرو، مناسب وقت پر میں تم کو خود بلالوں گا۔

حالانکہ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہونچا، وہ وقت فصد کے لیے بہترین تھا مگر آپ نے مجھے ایسے وقت بلایا جو میرے نزدیک اُن کے لیے فصد کا مناسب وقت نہ تھا۔ ایک بڑا طشت لا کر رکھا گیا۔ میں نے رگ اکھل کی فصد کھولی، خون مسلسل جاری رہا، یہاں تک کہ وہ پورا طشت خون سے لبریز ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔

میں نے روک دیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ دھویا اور رگ کو باندھ دیا۔

پھر مجھ سے فرمایا، جاؤ، دوبارہ اسی حجرے میں بیٹھ جاؤ۔

میں حجرے میں جا بیٹھا اور آپ نے میرے لیے کافی مقدار میں گرم و ٹھنڈی غذائیں بھجوا دیں، میں نے شکم میں سوکر وہ غذا کھائی، اور میں وہاں عصر کے وقت تک بیٹھ کر انتظار کرتا رہا۔ آپ نے مجھے عصر کے وقت پھر بلایا اور فرمایا:

فصد کھولو۔ (اور اس کے لیے طشت منگوایا۔)

میں نے فصد کھولی تو اس مرتبہ بھی اتنا خون نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔

میں نے روک دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو باندھ لیا اور مجھے پھر حجرے میں واپس کر دیا۔

میں وہاں رات بھر رہا۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا تو مجھے بلایا، طشت منگوایا۔

پھر فرمایا، 'فصد کھولو۔'

میں نے فصد کھولی، تو اس مرتبہ بجائے سرخ خون کے اس میں سے دودھ کے

ماندہ سفید مادہ نکلنا شروع ہوا اور اتنا نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اب اسے روک دو۔

میں نے اسے روک دیا، آپ نے ہاتھ کو باندھ لیا۔ مجھے ایک تھان کپڑا دیا۔

دینار دیے (اور فرمایا، 'اسے لے لو)

میں نے لے لیا اور عرض کیا، 'کوئی اور حکم؟'

آپ نے فرمایا، 'ہاں، دیر عاقل میں جوئے اس سے بات کرو۔'

میں وہاں سے اٹھ کر سیدھا بختیشوع کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔

اُس نے کہا کہ سارے حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کے بدن میں زیادہ

زیادہ سات سیر خون ہوتا ہے، اور اتنا خون جتنا تم نے بیان کیا، اگر پانی کے چشمے سے اتنا پانی

نکلے تو تعجب خیز ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز یہ ہے کہ اس میں سے دودھ نکلا۔

وہ تھوڑی دیر سوچا رہا۔ پھر ہم دونوں مل کر تین دن اور تین رات تک کتاب

دیکھتے رہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہو، مگر ہمیں کوئی ایسا واقعہ نہیں

بختیشوع نے کہا، 'اس زمانے میں نصرانیوں کے اندر علم طب کا سب سے بڑا

دیر عاقل کا راہب ہے اُس سے معلوم کریں۔'

چنانچہ بختیشوع نے اُس کے نام خط لکھا اور سارا واقعہ اس میں تحریر کیا۔

میں بختیشوع کے پاس سے نکل کر دیر عاقل پہنچا۔

راہب نے مجھ سے پوچھا، 'تم کون ہو؟'

میں نے کہا، 'بختیشوع کا فرستادہ ہوں۔'

اُس نے پوچھا، 'کیا تمہارے پاس اُس کا کوئی خط ہے؟'

میں نے کہا، 'جی ہاں، ہے۔'

یہ سن کر اُس نے اوپر سے ایک زنبیل رکائی۔ میں نے وہ خط اس میں رکھ دیا۔

اُس نے اوپر کھینچ لیا، وہ خط پڑھا اور فوراً نیچے اتر آیا۔

اُس نے مجھ سے پوچھا، 'کیا تم ہی نے فصد کھولی تھی؟'

میں نے کہا، 'جی ہاں۔'

اس نے کہا، 'تمہاری ماں بڑی خوش نصیب تھی جس نے ایسا لڑکا پیدا کیا۔'

اس کے بعد وہ سواری پر سوار ہو کر چلا۔ ہم دونوں سر میں رائے پہنچے، ابھی ایک

پہر رات باقی تھی۔ میں نے پوچھا، 'آپ کہاں چلیں گے؟ میرے استاد کے گھر یا اس شخص کے گھر

جس کی فصد میں نے کھولی تھی۔'

اُس نے کہا، 'اُس شخص کے گھر۔'

ہم لوگ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازے پر اذان سے

ذرا پہلے پہنچے، دستک دی، دروازہ کھلا اور ایک غلام اسود نکلا۔

اُس نے پوچھا، 'تم میں سے دیر عاقل کا راہب کون ہے؟'

راہب نے کہا، 'میں تم پر قربان، راہب عاقل میں ہوں۔'

غلام نے کہا، 'اچھا سواری سے اترو۔'

غلام نے مجھ سے کہا، 'تم یہیں اپنی اور ان کی سواریوں کو دیکھتے رہو۔'

پھر اُس غلام نے راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے۔

میں وہیں دروازے پر صبح تک کھڑا رہا، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو راہب باہر

نکلا۔ اُس نے اپنا سارا لباس رہبانیت اُتار کر سفید لباس پہنا اور سلمان ہو گیا۔

راہب نے مجھ سے کہا، 'اچھا اب تم مجھے اپنے استاد کے گھر لے چلو۔'

میں اس کو لیکر بختیشوع کے گھر آیا۔

اُس نے جب راہب دیر عاقل کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑا ہوا آیا۔ اور بولا:

کیا بات ہو گئی، یہ آپ نے اپنا دین کیوں بدل دیا؟'

راہب نے جواب دیا کہ میں نے حضرت مسیح کو پایا، لہذا اُن کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔

بختیشوع نے کہا، 'اُسے آپ نے مسیح کو پایا؟'

راہب نے کہا، 'میں نہیں تو ان کا مثل ہی سہی۔ کیونکہ اس طرح کی فصد دنیا میں

سوائے حضرت مسیح کے اور کسی نے نہیں کھلوائی۔ اور ان کی نشانیاں اور علامات بتاتی ہیں کہ

یہ (حضرت امام حسن عسکری) حضرت مسیح کی نظیر ہیں۔'

پھر وہ راہب وہاں سے واپس ہوا، آپ کی خدمت میں آیا اور مرتے دم تک آپ

ہی کی خدمت میں رہا۔

## طی الارض (۴)

جعفر بن شریف جرجانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو سرمن رائے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں مجھے حاضر ہوا میرے اصحاب محمد سے کچھ لوگوں نے آپ تک پہنچانے کے لیے میرے ساتھ کچھ مال کر دیا تھا۔ میں نے چاہا کہ آپ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمادیا 'جو مال تمہارے پاس ہے وہ خادم مبارک کے سپرد کرو۔'

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، باہر نکلا اور بولا۔ مولا آپ کے جہان کے شیعوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا 'کیا حج سے فارغ ہونے کے بعد تم جرجان نہیں جاؤ گے؟' میں نے کہا 'جی ہاں، جاؤں گا۔'

آپ نے فرمایا 'اچھا سنو! تم آج سے ایک سو ستروین دن روز جمعہ ۲ ربیع الاول کو قبل از دوپہر جرجان میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں کے شیعوں کو بتا دینا کہ میں اُسی دن اُن پاس دوپہر کے بعد پہنچوں گا، اچھا جاؤ خطا حافظ، تم اور تمہارا سال مال واسباب سلامت اور تم اپنے اہل و عیال تک بخیر وعافیت پہنچو گے۔ تمہارے فرزند شریف کے ہاں ایک بیٹا ہوگا، اُس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ اُس سے اپنے دین کی تباہی کرے گا۔ وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا۔'

میں نے عرض کیا 'فرزند رسول! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ کا شیعہ ہے اور آپ کے دوستوں میں بہت مشہور ہے وہ اپنے مال میں سے تقریباً ایک لاکھ درہم سالانہ دے رہا ہے اور آپ کے دوستوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔'

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل ہمارے شیعوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے، اللہ اُس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اُس کو ایک فرزند عطا کرے حق کا قاتل ہو۔ اُس سے کہہ دینا کہ امام حسن بن علی نے کہا ہے کہ جب لڑکا تولد ہو تو اُس کا نام احمد رکھو اس کے بعد میں سرمن رائے سے رخصت ہوا، فریضہ حج ادا کیا اور صبح و سلام دعا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا روز جمعہ ۲ ربیع الاول قبل از دوپہر جرجان پہنچا، میرے دوست احباب مجھے مبارک باد کہنے کے لیے آئے۔

میں نے اُن سے کہا کہ امام علیہ السلام نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آج سہ پہر میں یہاں تشریف لائیں گے۔ لہذا جو بھی مسائل تمہیں پوچھنا ہوں اس کی تیاری کر لو۔ تمام حضرات ظہر کی نمازیں پڑھ کر میرے گھر میں جمع ہو ہی رہے تھے کہ خدا کی قسم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے میرے مکان میں داخل ہوئے جہاں سب لوگ جمع تھے۔

آپ نے آتے ہی ابتدائیہ سلام کیا۔ ہم سب لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کے ہاتھوں کو بوسے دیے۔

آپ نے فرمایا 'کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ آج دن کے آخری حصے میں اگر تم لوگوں سے ملوں گا اس لیے میں نماز ظہر بن سرمن رائے میں پڑھ کر چلا ہوں اور اب پہنچا ہوں تاکہ ایفائے عہد ہو جائے۔ اب اپنے اپنے مسائل اور ضروریات میرے سامنے بیان کرو۔ چنانچہ سب سے پہلے نصر بن جابر نے اپنی حاجت پیش کی اور عرض کیا 'فرزند رسول! ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے لڑکے کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اُس کی آنکھوں کی بصارت لوٹ آئے۔'

آپ نے فرمایا 'اُسے یہاں لے آؤ۔ وہ آیا تو آپ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس کی بصارت لوٹ آئی۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مسائل و حوائج پیش کیے آپ نے سب کی حاجت برآری کی، اُن لوگوں کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن واپس چلے گئے۔ (مختار الخرائج ص ۲۱۳)

## کنویں کا پانی اطاعتِ امام میں ویرا گیا (۵)

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ابھی بہت کمسن تھے کہ کنویں میں گر گئے اور آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام نماز میں مشغول تھے عورتیں چیخے چلانے لگیں۔ آپ نے سلام پڑھ کر نماز ختم کی تو فرمایا: تم سب پریشان نہ ہو۔

یہ کہہ کر آپ کنویں کے پاس گئے اور دیکھا تو کنویں کا پانی اوپر تک بلند ہو گیا تھا۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام پانی کے اوپر کھیل رہے تھے۔

## ④ = عسکریین کے روضے کی کرامت

آپ کے معجزات میں سے یہ ہے کہ سرمن رائے میں خلفائے بنی عباس کی قبروں پر چرگادروں اور چڑیوں کی سید و بیشمار بیٹیں ہوتی ہیں جنہیں روزانہ صاف کیا جاتا ہے اور دوسرے دن پھر چڑیوں کی بیٹوں سے قبریں ملو جھوٹا نہیں، مگر حضرت امام علی انصاری اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے روضے کے قبتے یا ان کے آباؤ کے کرام کے روضوں کے قبوتوں پر چڑیوں کی ایک بیٹ بھی نظر نہ آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں اور چڑیوں کو بھی ان حضرات کی عظمت و جلالت کا علم از روئے الہام ہے۔  
(مختار الخراج ۱۱۶-۱۱۷)

## ⑤ = درند بھی امام کی معرفت رکھتے ہیں

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو امام حسن عسکری علیہ السلام ایک مرتبہ ایک شخص کی قید میں دیر بیٹے گئے۔ اُس کی عورت نے اُس سے کہا: ارے 'خدا سے ڈر! تجھے نہیں معلوم کہ تیرے کون کون مقرر ہے۔ یہ ایک مرد صالح اور بڑا عبادت گزار ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اُس نے کہا: تو یہ کہتی ہے، میں تو ان کو درندوں کے حوالے کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد اُس نے حاکم سے اجازت لیکر امام علیہ السلام کو درندوں کے کھنڈ میں ڈال دیا اور جب پورا یقین ہو گیا کہ اب درندے انہیں کھا چکے ہوں گے، وہ انہیں دیکھنے لیے گیا اور دوسرے تماش میں لوگ بھی دیکھنے کے لیے پہنچے تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندے آپ کو حلقے میں لیے ہوئے آپ کی زیارت میں مصروف اور اطاعت میں سرشار ہیں۔ اس لیے مجبوراً حکم دیا گیا کہ آپ کو اس کھنڈ سے نکالا جائے۔ کیونکہ اس میں بھی آپ کی فضیلت تھی۔  
(کافی جلد ۵۱۵، مختار الخراج)

## ⑧ = زمین نے حسب ضرورت سونا اور چاندی اُگل دیا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر صبح کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی اپنی سواری پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ ہو گیا۔

آپ آگے آگے چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا مگر یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ پر قرض ہے جس کا ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اتنے میں آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، فکر نہ کرو تمہارا قرض اللہ تعالیٰ ہی ادا کرے گا۔

یہ کہہ کر آپ زمین فرس سے ذرا جھکے اور اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط لگایا اور مجھ سے فرمایا: ابو ہاشم! نیچے اترو اور اس خط کے درمیان جو کچھ ہے وہ لے لو اور دیکھو اس بات کو کسی پر نظام نہ کرنا۔

میں نیچے اترا اور دیکھا تو وہاں سونے کا ایک ڈلا تھا میں نے اسے اٹھا کر اپنی جب میں رکھ لیا، اور اب پھر سوچنے لگا کہ اگر اس سے پورا قرض ادا ہو گیا تو خیر، ورنہ اپنے قرض خواہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں جاڑے کا زمانہ آ رہا ہے اس میں گرم کپڑوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی مجھے ان اخراجات کو بھی دیکھنا ہے۔

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ پھر میری طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد جھک کر اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا: ابو ہاشم! اپنی سواری سے اترو اور اسے بھی لے لو مگر کسی سے نہ کہنا، اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں سواری سے اترا اور دیکھا تو ایک ڈلا چاندی کا نظر آیا میں نے اُسے اٹھا کر اپنی دوسری جیب میں رکھ لیا۔ پھر سم کچھ دور مزید آگے جا کر واپس ہوئے۔ آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

مگر پہنچ کر میں نے اپنے قرض کا حساب لگایا کہ کتنے ہے، پھر سونے کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو وہ بالکل قرض کی رقم کے برابر تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ موسم سرما گذرنے کے لیے ہیں کیا کیا سامان لینا ضروری ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی بھی نہ ہو اور کی بھی نہ رہے، اس پر کتنی رقم خرچ ہوگی۔ پھر میں نے چاندی کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا، تو دونوں رقم برابر ہی نکلیں، نہ چاندی کی رقم زیادہ تھی اور نہ اخراجات و مصارف کی رقم زیادہ تھی۔  
(مختار الخراج)

## ⑨ = قلم کا غدر پر از خود چلنے اور لکھنے لگا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ان بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اُس وقت آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے قلم کاغذ رکھا اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر چلے گئے۔ مگر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کا قلم خود بخود کاغذ پر چل رہا ہے اور لکھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اُس نے تحریر کو آخر تک پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر میں سے سجدے میں گر پڑا۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور واپس آئے تو قلم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کو اذن باریابی دیا۔

(عیون المعجزات)

برسی نے کتاب مشارق میں حسن بن حمدان سے اور انھوں نے ابو الحسن کرخی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میرا باپ کرخی میں بزار کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے کپڑے کا ایک گٹھ مرنے لے بیچنے کے لیے مجھے دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک خادم میرے پاس آیا اور اُس نے میرا اور میرے باپ کا نام لیکر مجھے آواز دی۔

اور بولا: چلو تمھارے مولائے تمھیں بلایا ہے۔

میں نے کہا: میرا مولائے کون ہے جس کے پاس میں جاؤں؟ اُس نے کہا: میرا کام پیغام پہنچانا تھا، اب غل کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔ میں کر میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہ مجھے ایک ایسے عالی شان محل میں لے گیا کہ جس کے جنت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک صاحب سبزوئی پر بیٹھے ہوئے ہیں جن کے چہرے کے نور سے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

جب میں اُن کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: وہ جو کپڑے کا گٹھ تم لائے ہو اس میں دو چادریں ہیں۔ ایک فلاں جگہ کی بنی ہوئی ہے اور دوسری فلاں جگہ کی۔ اور یہ فلاں کے اسباب تجارت میں سے ہے ان میں سے ہر چادر میں ایک رقعہ رکھا ہوا ہے جس پر اس چادر کی قیمت اور اس پر نفع کی رقم بھی لکھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی اصل قیمت تینیس دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ دوسری کی اصل قیمت تیرہ دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ جاؤ اور وہ دونوں چادریں لیکر آؤ۔

اُس شخص کا بیان ہے کہ میں وہ دونوں چادریں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا۔ مگر آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی کہ نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھوں۔

اُس کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرش کی ایک جانب ہاتھ بڑھالیا، حالانکہ وہاں

کچھ بھی نہ تھا۔ اور ایک مٹھی اٹھا کر فرمایا: لو یہ تمھاری دونوں چادروں کی قیمت منانے کے ساتھ ہے۔

وہ قیمت یک سو بیس باہر نکلا اور دروازے پر آکر رقم شمار کی تو واقعاً اصل قیمت صحیح نفع پوری پوری تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ میرے والد کی تحریر کے بالکل مطابق۔

(مشارق الانوار برسی)

## (۱۰) = قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا

ابو نجف مصری سے روایت ہے: اور وہ اس حدیث کو اپنے رجال کے ذریعے سے ابو یعقوب اسحاق ابن ابان تک پہنچاتے ہیں۔ ابو یعقوب اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام جس وقت قید خانے میں مقید تھے، آپ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس آدمی بھیج دیا کرتے تھے کہ فلاں رات کو عشاء کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں مقام پر آجانا، تم یہیں وہاں موجود پاؤ گے۔

حالانکہ قید خانے کے پہرے دار آٹھ واحد کے لیے بھی قید خانے کے دروازہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ نہ دن میں اور نہ رات میں۔

چنانچہ ہر پانچویں روز تمام پہرے دار معزول کر کے دوسرے پہرے دار متعین کیے جاتے اور انھیں سخت تاکید کی جاتی کہ قید خانے کے دروازے سے ہرگز جدا نہ ہونا۔ دوسری طرف آپ کے اصحاب معینہ مقام پر پہنچ جاتے اور آپ وہاں پر حسب وعدہ تشریف لے جاتے۔ سب لوگ اپنی اپنی حاجتیں آپ کے سامنے پیش کرتے اور آپ ہر ایک کی حیثیت اور منزلت کے مطابق اُن کی حاجت روائی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ اور آپ قید خانے میں آجاتے۔ (عیون المعجزات)

## (۱۱) = سرکش گھوڑا بھی آپ کا مطیع ہو گیا

احمد بن عمارت قرظی کا بیان ہے: کہ میں اپنے والد کے ساتھ مرنے میں رہتا تھا۔ وہاں میرے والد حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں نعل بند تھے۔

مستعین کے پاس ایک خچر تھا، جس کے قد کی بندی اور خوبصورتی میں کوئی اس کا مثل نہ تھا۔ مگر وہ نہ تو اپنی پشت پر زین کئے دیتا اور نہ منہ میں لگانے دیتا تھا۔ تمام گھوڑوں

اور خچروں کو سدھانے والے جمع ہو گئے۔ سب نے اپنی اپنی تدبیر کی مگر کوئی بھی اُس کی پشت پر سواری نہ کر سکا۔

مستعین کے بعض مصاحبوں نے کہا، آپ اپنا آدمی بھیج کر حضرت حسن بن الرضا (امام حسن عسکری علیہ السلام کو کیوں نہیں بلاتے۔ کیونکہ یا تو وہ اس پر سوار ہو جائیں گے ورنہ یہ خچر ان کا کام تمام کر دے گا۔

مستعین نے آدمی بھیج کر حضرت ابو محمد علیہ السلام کو بلوایا، اور میرے والد بھی آپ کے ساتھ مستعین کے پاس گئے۔

جب آپ مستعین کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا، کہ گھر کے صحن میں وہ خستہ کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس خستہ کی پشت پر رکھا اور ہاتھ رکھتے ہی خستہ کو پسینہ آ گیا۔

آپ آگے بڑھے اور مستعین کے پاس پہنچے۔

اُس نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بولا، ذرا آپ اس خستہ کے منہ میں لگام لگادیں۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس کو لگام لگادو۔

مستعین نے کہا، نہیں، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی لگام لگائیں۔

آپ نے فرمایا، اچھا، اگر تم ہی چاہتے ہو تو میں ہی اس کو لگام لگائے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اٹھے اپنی چادر ایک طرف رکھی اور بڑھ کر اُس خستہ کے منہ میں لگام لگادی، اور واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

مستعین کی کہا، ذرا اس کی پشت پر زین بھی تو کس دیں۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس پر زین کس دو۔

مستعین نے کہا، نہیں زین بھی آپ ہی کس دیں تو بہتر ہوگا۔

آپ پھر اٹھے اور اُس پر زین کس کر بیٹھ آئے۔

مستعین نے کہا، کیا آپ اس پر سوار بھی ہو سکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، کیوں نہیں۔

یہ کہہ کر آپ بڑھے، اور خستہ بھی چپ چاپ کھڑا رہا، آپ بلا مزاحمت اس پر سوار ہو گئے، اُس کو دھکی چال پر ڈالا، تو وہ بہترین رفتار سے چلنے لگا۔ پھر آپ اُتر کر واپس آ گئے۔

مستعین نے کہا، اس پر آپ کو امیر المومنین نے بٹھایا۔

حضرت ابو محمد نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس خستہ کی لگام پکڑو اور بچلو۔

وہ اُس کی لگام پکڑ کر لے آئے۔

(مناقب جلد ۳ ص ۳۸۵، مختار الخوارزمی)

# بخار الاخوان



باب



اخبار النجوم بخار العلوم

## ① — نبی کی ہڈی اور راہب

علی بن حسن بن سابر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں سرمن رانے کے اندر قحط پڑ گیا خلیفہ وقت نے اپنے حاجب اور اپنے اہل مملکت کو حکم دیا کہ سب لوگ غارِ استسقا کے لیے صحرا میں نکلیں۔

چنانچہ یہ لوگ تین دن تک مسلسل استسقا کے لیے صحرائیں جا کر نماز پڑھتے رہے مگر پانی نہ برسا۔

چوتھے دن جاٹلیق اپنے نصاریٰ کے گروہ کے ہمراہ اور راہبوں کے ساتھ نکلا ان کے ساتھ ایک لیوا راہب بھی تھا جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تھا تو فوراً بارش ہونے لگتی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت سے مسلمانوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، لوگ حیران تھے اور نصرا نیت کی طرف مائل ہوتے جا رہے تھے۔

یہ صورت دیکھ کر خلیفہ وقت نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیجا۔ آپ اُس زمانے میں قید تھے۔ آپ کو قید سے نکلا گیا۔

خلیفہ وقت نے عرض کیا، 'فرزندِ رسول! آپ اپنے جد کی امت کی خبر لیجیے ہلاک ہوا چاہتا ہے۔'

آپ نے فرمایا، 'اچھا کل میں صحرا میں جاؤں گا' اور انشاء اللہ تعالیٰ سے شکوک دور کر دیں گا۔

چنانچہ دن جاٹلیق اپنے راہبوں کے ساتھ پھر نکلا ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے چند اصحاب کو سب کے چھ آپٹے دیکھا کہ اس راہب نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور بادل گھرنے لگے۔

آپٹ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اس راہب کا داسنا ہاتھ پکڑ لو اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان جو چیز ہے اسے چھین کر میرے پاس لے آؤ۔

غلام گیا اور راہب کی انگلیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی ہڈی تھی اسے نکل لایا۔ امام علیہ السلام نے وہ ہڈی لے لی۔

اس کے بعد آپٹ نے اُس راہب سے فرمایا کہ اب دوبارہ بارش کے لیے دعا کرو تو جانوں کہ تمہاری دعا میں تاثیر ہے۔

راہب نے ندامت کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، بادل اگرچہ گھرے ہوئے تھے لیکن اب بجائے برسنے کے چھٹنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب نکل آیا اور مطلع صاف ہو گیا خلیفہ وقت یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا، 'اے ابو محمد! یہ ہڈی کیسی ہے؟'

آپٹ نے فرمایا، 'یہ ایک نبی کی ہڈی ہے جو اس راہب کو کہیں سے ہاتھ آ گئی ہے اس ہڈی میں یہ صفت ہے کہ جب بھی اس کو زیرِ آسمان برہنہ کیا جائے گا فوراً ہی رحمتِ باران کا نزول ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ جب یہ راہب اس ہڈی کو اپنی انگلیوں میں رکھ کر ذرا سا برہنہ کرتا تھا بارش شروع ہو جاتی تھی۔ راہب میں ذاتی کوئی کرامت نہیں ہے۔ صرف اس ہڈی کی وجہ سے

نزولِ رحمتِ باران ہوتا رہا۔ (اس کے بعد جتنے لوگ وہاں جمع تھے سب کو اس پوشیدہ نبی کی ہڈی کا راز بتایا گیا، جس کی بنا پر جو لوگ اپنا عقیدہ چھوڑ کر نصاریٰ ہو رہے تھے پھر اپنے عقیدہ پر واپس آ گئے اور حقیقتِ امر کو جان گئے۔)

(مختار الخواجه ص ۲۱۴، کشف الغو جلد ۳ ص ۳۱)

## ② — جاسوس کی نشاندہی

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ قید ہوئے۔ اس قید خانے کا واروہ صالح بن وصیف تھا۔ قید خانے میں ہمارے ساتھ ایک مروجمی بھی تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اگر تم لوگوں میں ایک شخص ایسا نہ ہوتا جو تم میں سے نہیں ہے تو میں بتاتا کہ تم لوگوں کو رہائی کب نصیب ہوگی۔

یہ کہہ کر آپٹ نے اُس مروجمی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ مجمع سے نکلا۔ آپٹ نے پھر فرمایا، یہ شخص تم میں سے نہیں ہے۔ اس سے احتیاط برتو اور اس کے کپڑوں میں ایک خسر بھی ہے جس میں اس نے سلطانِ وقت کو مطلع کرنے کے لیے تم لوگوں کی گفتگو کرتے

کر لیا ہے۔

یہ سن کر کچھ لوگ اٹھے اور اس کے لباس کی تلاشی لی تو اس میں سے وہ تحریر برآمد ہوئی جس میں اس نے تمام قیدیوں کی پوشیدہ کارروائی درج کی تھی، جس میں سلطان کو مطلع کیا گیا تھا کہ ہم لوگ قید خانے میں نقب لگا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں۔

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روزے رکھتے تھے تھلے کے وقت آپ کا غلام آپ کے گھر سے ایک چڑے کے سر پر تھیلے میں آپ کے لیے کھانا لاتا تھا ہم لوگ بھی اسی میں سے افطار کرتے تھے۔

ایک دن میں ضعف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو دوسری کو ٹھری میں جا کر اس نے سوکھی روٹی کھائی تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ اس کے بعد میں آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

آپ نے اپنے غلام سے کہا، ابو ہاشم کے لیے کچھ کھانے کی چیز لاؤ۔ یہ روزے نہیں ہیں۔

یہ سن کر میں مسکرایا، آپ نے پوچھا، ابو ہاشم! کیوں مسکرا رہے ہو؟ جب تم روزے سے نہیں ہو تو سوکھی روٹی کھانے سے کیا قوت آئے گی۔ گوشت کھاؤ تاکہ تمہاری کمزوری دور ہو۔ میں نے عرض کیا، 'واقعاً' اللہ! اس کا رسول اور آپ حضرات کچھ ہیں، آپ کو اللہ سلامت رکھے۔ اور میں نے کھانا شروع کیا۔

آپ نے تین بار فرمایا، اب تین دن روزہ نہ رکھنا! اس لیے کہ روزے سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ تین دن سے پہلے دور نہیں ہوتی۔

پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کو رہائی ملنے والی تھی۔ آپ کا خادم آیا اور پوچھا: آقا! آپ کا کھانا لاؤں؟

آپ نے فرمایا، لاؤ۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم اس میں سے نہ کھا سکیں مگر کھانا ظہر کے وقت آیا، آپ روزے سے تھے، عصر کے وقت آپ کو رہائی ملی۔

آپ نے فرمایا، اب یہ کھانا تم لوگ کھا لینا، اللہ تمہیں مبارک کرے۔

(مختار الخراج ص ۲۳۹-۲۴۱، مناقب جلد ۳ ص ۴۳۲-۴۳۳)

• اعلام النوری میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت اپنے اسناد سے مرقوم ہے۔

(اعلام النوری ص ۳۵۵-۳۵۴)

### (۳) — معتد کی قید سے رہائی کا علم

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد نے مجھ سے کہا کہ سنو! میں مجھ پر ایک مصیبت آئی ہے۔ ممکن ہے اس سے چھٹکارہ نہ مل سکے۔ میں نے کہا میں روتے اور چیختے لگی۔

آپ نے فرمایا، رونے سے کچھ حاصل نہیں۔ یہ حکم ہے جو واقع ہو کر رہے گا۔ چنانچہ جب تیرے گھر کا ماؤ صفر آیا تو ان کی والدہ کو نہ اٹھے کل، نہ بیٹھے چین۔ بیرونِ مدینہ کے باشندوں کے پاس خبر کے تحتس میں جایا کرتیں۔

ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ معتد نے حضرت ابو محمد اور ان کے بھائی جعفر کو علی بن جریر کی قید میں دیدیا ہے۔ اور وہ علی بن جریر سے ہر لمحہ ان کا حال معلوم کرتا رہتا، اور وہ بتاتا رہتا کہ حضرت ابو محمد دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب بھر نازیں پڑھتے رہتے ہیں۔

معتد نے ایک دن پھر ان کا حال پوچھا۔ علی بن جریر نے وہی بتایا۔ اس نے کہا، اچھا ابھی جا کر ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہہ دو کہ اب آپ آزاد ہیں۔ اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ میں نے آپ کو آج سے اپنا صاحب بنایا۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ جب میں قید خانہ کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازے پر سواری زین کسی ہوئی تیار کھڑی ہے۔ اندر گیا تو دیکھا کہ آپ بھی موزے پہنے، ایرانی سبز چادر دوش پر ڈالے تیار بیٹھے ہیں۔

جب آپ نے مجھے دیکھا تو چلے۔ میں نے آپ کو رہائی کا حکم سنایا تو سواری پر سوار ہو گئے۔

جب گھوڑے پر سوار ہو چکے تو کھڑے رہے۔ میں نے پوچھا، اب آپ کیوں کھڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا، جعفر کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے کہا، مگر رہائی کا حکم تو صرف آپ کے لیے ہوا ہے۔ اس کے لیے تو نہیں ہوا آپ نے فرمایا، معتد سے جا کر کہو کہ ہم دونوں ایک گھر آتے ہیں، اگر میں جانوں تو وہ میرے ساتھ نہ ہوگا تو وہاں کیا ہوگا، یہ بات تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ میں معتد کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آکر بتایا کہ معتد نے

کہا ہے کہ میں نے آپ کی وجہ سے جعفر کو بھی رہا کیا۔ اور میں نے آپ کو محض جعفر کی حرکتوں ہی کی وجہ سے قید کیا تھا۔

پھر آپ جعفر کو میکہ لے کر آئے (مجمع الدعوات ص ۳۳۳)

• صبری نے حمودی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جب وقت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام معتد کی قید سے رہا ہوئے تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر دیکھی۔  
”مُیرِنْدُوْنَ لِیَطْفِئُوْا اَنْوَارَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتَعَدِّ نُوْرٌ وَّلَوْ کَرِهَ الْکُفْرُوْنَ“  
(مجمع الدعوات ص ۳۳۳)

④ = دشمن تو ہماری نسل کو قطع کرنا چاہتے تھے

نصر بن علی جہضمی جو مخالفین

میں سے موالید ائمہ کے سلسلہ میں ثقات (معتبرین) میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ امامت کی دلیلوں میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو حضرت حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے وقت ولادت حضرت م ح م د (ابن حسن) کے متعلق بیان کی گئی کہ آپ نے فرمایا:  
”ان ظالموں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر کے ہماری نسل کو قطع کر دیں گے لیکن انھوں نے دیکھ لیا ہے کہ اُس قادر مطلق کی قدرت کیسی ہے۔“

اس کے بعد آپ نے اس مولود کا نام مؤمل رکھا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳۵)

(غنیۃ الشیخ ص ۱۳۹-۱۴۰)

• مختار الخراج میں بھی محمد بن اقرع کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۱۵، کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

⑤ = ہوشیار رہو بڑائیوں کا خطرہ ہے

کتاب الدلائل میں ابوبکر سے روایت

ہے کہ میرے ایک دوست نے میرے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم اور تم دونوں مل کر مختلف اطراف و جانب سے ہانگوں کے پل خریدیں۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا۔

آپ نے فرمایا، اس تجارت میں تم بالکل شریک نہ ہو۔ کیا تمہاری نظر بڑائیوں اور بچوں کے سوکھ کر حشف بن جانے پر نہیں ہے؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ تو بڑائیوں نے اگر تبای مچادی اور کچھ پل جو باقی رہ گئے تھے وہ سوکھ کر حشف بن گئے۔ اور اللہ نے آپ کے مشورہ کی وجہ سے مجھے اس نقصان سے بچالیا۔  
(کشف الغم)

⑥ = علم اصلا ب و ارحام

محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو عرض کیا کہ جس میں التبا کی کہ آپ دعا فرمائی، اللہ مجھے میری چچا زاد بہن کے بطن سے لڑکا عطا فرمائے۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تجھے کئی لڑکے عطا فرمائے۔  
چنانچہ آپ کی دعا اور اللہ کی عنایت سے میرے یہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔  
(کشف الغم جلد ۳ ص ۳۱۳)

⑦ = علم ارحام

ابن فرات سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں سرمن رانے کے محلے عسکر میں ایک راستے پر بیٹھا ہوا تھا اور مجھے اولاد کی بجد متانت تھی۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری گزری۔  
میں نے آپ سے عرض کیا کہ ’فرزند رسول! آپ کے علم کے مطابق میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟‘

آپ نے سر ہلا کر فرمایا، ہاں۔

میں نے عرض کیا، پھر یہ فرمادیجیے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟

آپ نے فرمایا، لڑکا نہیں۔

پھر میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ (مختار الخراج ص ۲۱۴)

• کشف الغم میں ابن فرات کے بجائے جعفر بن محمد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۳۱۲)

⑧ = پیغمبر و شنائی کی تحریر فلاں کی ہے

محمد بن عباس کا بیان ہے کہ ہم لوگ امام حسن عسکری علیہ السلام کے علامات امامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک ناچس (دشمن اہلبیت) نے کہا میں بغیر و شنائی کے ایک خط لکھتا ہوں اگر انھوں نے جواب دیدیا تو تمہوں گا کہ واقعاً وہ امام ہیں۔

چنانچہ اُس نے ایک خط بغیر روشنائی استعمال کیے ہوئے لکھا اور تمام خطوط کے ساتھ اسے بھی رکھ دیا۔  
امام علیؑ سلام نے ہمارے مسائل کے جواب دیے اور اس کے پرچے پر اس کا اور اس کے والدین کا نام لکھ دیا۔  
یہ دیکھ کر اے غش آگیا۔ جب غش سے افادہ ہوا تو آپ کے حقیقی امام ہونے کا معتقد ہو گیا۔  
(مناقب جلد ۴ ص ۲۴۷)

### ⑨۔ حج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں

ابوعلی مطہری کا بیان ہے کہ قاضی سے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حج پر جانے والے یہاں سے واپس آ رہے ہیں، انہیں ڈر ہے آگے بڑھے تو بیانی نایاب ہو جائے گا، پیلے مرجائیں گے۔  
آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، واپس نہ آؤ حج کو چلے جاؤ انشاء اللہ! طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔  
لہذا جو لوگ ابھی واپس نہیں ہوئے تھے وہ حج پر چلے گئے اور صحیح سلامت رہے۔ انہیں پیاس کی کوئی اذیت نہیں ہوئی۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ارشاد ص ۲۲۲)

### ⑩۔ مستقبل کا علم

کافور خادم کا بیان ہے کہ یونس نقاش ہمارے سید و کاشمیرہ برداری اور خدمت کیا کرتا تھا۔  
ایک دن وہ کانپتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا، میرے سید و سردار! میں و حجت کرتا ہوں کہ میرے اہل و عیال کا خیال رکھیے گا۔  
آپ نے فرمایا، کیا بات ہے؟  
اُس نے عرض کیا، میں اب میرا اس دنیا سے کوچ کا اہتمام ہو گیا ہے۔  
آپ نے فرمایا، اے یونس! کیسا اہتمام؟  
یہ کہ آپ کو ملنے لگا۔

یونس نے کہا، ابن بشار حاکم نے مجھے ایک ننگینہ دیا تھا۔ جب میں اُس پر نقش کرنے لگا تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گیا اس کو کل ہی نے کاغذ سے ہے۔ اور وہ ابن بشار کے ایک بڑے تازیانوں

یا قتل سے کم سزا نہ دے گا۔

آپ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ کل جو اللہ کرے گا وہ بہتر کرے گا۔  
دوسرے دن پھر کانپتا ہوا آیا اور بولا کہ ابن بشار کا آدمی ننگینہ لینے آ گیا ہے۔  
آپ نے فرمایا، اس کے ساتھ جاؤ، اللہ جو کرے گا وہ بہتر کرے گا۔  
یونس نے کہا، آقا! میں اُس سے جا کر کیا کہوں گا؟  
آپ مسکرائے اور فرمایا، تم جاؤ اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اور جو ہو گا وہ بہتر ہو گا۔  
یونس گیا اور خوش و خرم واپس آیا اور بولا، مولانا! ابن بشار نے مجھ سے کہا کہ میری کنیزیں آپس میں جھگڑ رہی ہیں، کیا تم سے ممکن ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دو اور جھگڑا ختم ہو جائے؟  
آپ نے فرمایا، پروردگار! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایسے لوگوں میں قرار دیا جو تیرا واقعی شکر ادا کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا، پھر تم نے کیا کہا؟  
یونس نے کہا کہ میں نے اسے مطمئن کر دیا ہے کہ اچھا، میں کوشش کروں گا۔  
آپ نے فرمایا، ٹھیک جواب دیا۔ (مناقب آلہ ابی طالب جلد ۴ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸)  
(نوٹ: ) یہی قصہ بعینہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے معجزات میں بھی مندرج ہے اور بغا ہر وہی درست ہے اس لیے کہ کافور ان ہی کے اصحاب میں سے تھا۔

### ⑪۔ اس گھوڑے کو شام سے قبل ہی فروخت کر دو

علی بن زید بن علی بن الحسین بن زید بن علی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس پر مجھے بہت ناز تھا اور اکثر مجلسوں اور صحبتوں میں، میں اس کا تذکرہ کیا کرتا تھا۔  
ایک دن میں اس پر سوار ہو کر حضرت ابو محمدؑ کے گھر پہنچا۔  
آپ نے پوچھا، وہ گھوڑا کہاں ہے؟  
میں نے کہا، وہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔  
آپ نے فرمایا، اگر کوئی گاہک ملے تو اس کو شام ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دو۔  
اس پر دیر نہ کرو۔

آپ ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ کوئی آگیا اور بات کٹ گئی۔  
راوی کا بیان ہے کہ میں اس فکر میں وہاں سے اٹھ کر چلا اور جا کر اپنے بھائی سے اس کا

تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا رائے دوں۔

میں ابھی اسی لباس میں تھاکہ شام ہو گئی۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو سائے دوڑا ہوا آیا، اور بولا: آپ کا گھوڑا ابھی ابھی ایک بیک مر گیا۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ دوسرے دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور طے کر رہا تھا کہ کاش آپ اس گھوڑے کی جگہ کوئی دوسرا گھوڑا دیدیتے۔

مگر میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا، ہاں ہاں میں اس گھوڑے کی جگہ دوسرا گھوڑا دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا کیت رنگ کا گھوڑا انہیں دیدو۔

پھر مجھ سے فرمایا، یہ تمہارے اُس گھوڑے سے بہتر ہے اس کی عمر بھی طویل ہے اور کی چال بھی اچھی ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۴)

• اعلام الوری، ارشاد اور کافی میں بھی علی بن زبیر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵۲، ارشاد ص ۳۲۳، کافی جلد ۱ ص ۵۸)

## ۱۲۔ علم بلایا

دلائل میری میں علی بن محمد بن زیاد سے روایت ہے۔ بیان ہے کہ میرے پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط آیا کہ تم پر ایک مصیبت آنے والی ہے، مگر یہی مجھے پڑے رہنا۔

اتفاق سے ایک مصیبت وارد ہوئی، میں پریشان ہوا اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت خط لکھ کر دریافت کیا کہ جس مصیبت کے لیے آپ نے فرمایا تھا کیا یہ وہی مصیبت ہے؟ آپ نے جواب دیا، نہیں، اس سے بھی سخت مصیبت۔

میں نے جب جستجو کی تو معلوم ہوا کہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو مجھے پکڑ لائے اس کو ایک درہم انعام ملے گا۔ (کشف الغم جلد ۲ ص ۲۹۳)

• مختار الخراج میں بھی علی بن محمد بن زیاد سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(مختار الخراج)

## ۱۳۔ کس نے کون سا مال چُرا یا ہے مجھے معلوم ہے؟

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے

کہ جب حضرت (امام علی النقی) ابو الحسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے فرزند حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے، اور آپ کی بی شغلیت سے آپ کے غلاموں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ آپ کے لباس و نقدیات وغیرہ سب اٹھا کر لے گئے۔

جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی نشست گاہ میں آکر تشریف فرما ہوئے اور ان سب خادوں کو طلب کیا اور فرمایا: جو کچھ میں پوچھوں گا اگر تم لوگ کچھ بتا دو گے تو میری سزائے محفوظ رہو گے، اور اگر تم لوگ اپنے انکار پر ہی اصرار کرتے رہے تو میں تمہیں خود بتاؤں گا کہ تم میں سے کون شخص کیا چیز لے گیا ہے۔ اور پھر اُس وقت تم میں سے جو شخص جس سزا کا مستحق طے ہو گا اس کو وہ سزا دوں گا۔

اس کے بعد فرمایا، اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے اور اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے۔

ان سب نے اقرار کیا، کہ جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، اے واپس کرو۔

پھر آپ سب کو تھلنے لگے اور سب نے تمام چیزیں واپس کر دیں۔

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظام میں سر راہ بیٹھ گیا جب آپ اُدھر سے گذرے تو میں نے اُن سے اپنی پریشانی کا شکوہ کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے، سروسٹ میں بہت تنگدست ہوں۔ نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ دن کو نہ رات کو۔

آپ نے فرمایا تم اللہ کی جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ تم نے دو سو دینار تو زمین میں دفن کر رکھے ہیں، یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کچھ دینا نہیں چاہتا۔

پھر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ ترے پاس جو کچھ ہو وہ اسے دے۔

آپ کے غلام نے مجھے سو دینار دیے۔

پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سنو جس وقت تمہیں اپنے دن کے پورے

دیناروں کی شدید ضرورت پیش آئے گی وہ تمہیں نہ ملیں گے، تم ان سے محروم رہو گے۔

اور ہوا بھی ایسا ہی۔ آپ نے واقعاً کچ ہی فرمایا تھا۔ وہ دنیا جو آپ نے مجھے عطا فرمائی تھی انہیں خرچ کرتا رہا، مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے ان کی شدید ضرورت پیش آگئی، روزی کے تمام دروازے بند ہو گئے تھے۔ میں نے جب اپنے دفن شدہ دیناروں کو کھود کر نکالنا چاہا تو وہ وہاں سے غائب تھے۔ میں نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ میرے لڑکے معلوم تھا کہ میں نے دنیا کہاں دفن کی ہے۔ وہ انہیں نکال کر لے گیا۔ اور کہیں جھاک گیا، میرا اس پر کوئی پس نہ چلا۔

(الارشاد ص ۲۲۳)

• مختار الخراج میں بھی اسماعیل سے اسی کے مثل روایت ہے۔

## ۱۴ = تیری جائیداد واپس مل جائیگی

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سرمن رائے میں مصر سے ایک شخص جس کا نام سیف بن لیث تھا، ہندی کے پاس فریاد لیکر آیا کہ شفیع خاوم نے اسی کی جائیداد غصب کر لی اور اس کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ ہم لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ دے تاکہ وہ تیرے حق میں دعاء فرمائیں اور تیرا یہ کام آسان ہو جائے۔

اُس نے خط لکھا، تو آپ نے جواب دیا، پریشان نہ ہو اور سلطان کے پاس نہ جا تیری جائیداد تجھ کو واپس مل جائے گی، بلکہ اس وکیل کے پاس جا جس کے قبضے میں اس وقت تیری جائیداد ہے اور اسے سب سے بڑے سلطان خدائے رب العالمین سے ڈرا۔ وہ شخص اس وکیل سے ملا۔

وکیل نے کہا، تیرے جاتے ہی میرے پاس خط آیا کہ میں تیری جائیداد تجھے واپس کر دوں۔ قاضی ابن ابی شوارب کا یہ حکم تھا، اور اس پر گواہیاں تھیں۔ پھر اُسے ہندی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی اور اس کو اُس کی جائیداد واپس مل گئی۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۴)

## ۱۵ = آپ نے بغیر طلب کے خاتم بخش دی

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ جب بھی میں حضرت امام علی ہقی یا حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا مجھے ان میں کوئی نہ کوئی الامت

کی نشانی ضرور ملتی۔

چنانچہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ میں آپ سے انگوٹھی کے لیے چاندی وغیرہ مانگوں جس کو برکت کے لیے میں اپنے پاس رکھوں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور باتوں میں یاد نہ رہا کہ میں کس لیے آیا تھا۔ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے میری طرف ایک انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا:   
لوقصار ارادہ چاندی مانگے کا تھا، میں تمہیں بنی بنائی انگوٹھی دیتا ہوں۔ اس میں تمہیں نگینہ اور بنوائی کا بھی فائدہ ہو گیا۔ اللہ تمہیں مبارک کرے۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۵)

## ۱۶ = قرآن مخلوق خدا ہے

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے قبا میں آیا کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کروں کہ آپ کا قرآن مجید کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق (ابھی یہ بات میرے دل ہی میں تھی کہ)   
آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کی یہ روایت تم تک نہیں پہنچی جس میں آپ نے فرمایا کہ جب سورہ قل هو اللہ احد نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چار ہزار پر حق فرمائے اور یہ سورہ ملائکہ کے جس گروہ کی طرف ہو کر گزرتا تھا تو سب نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتے اور کہتے کہ اس کی نسبت رب العزت تبارک و تعالیٰ کی طرف ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۲۶)

## ۱۷ = آپ کی ٹوپی دلیل امامت بن گئی

کتاب الدلائل میں علی بن محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت ابواز سے سرمن رائے آئی میں بھی ان اصحاب کے ساتھ تھا اور خلیفہ وقت صاحب بصرہ کی طرف جارہا تھا ہم لوگ اس لیے نکلے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کر لیں۔ مگر دیکھا کہ آپ بھی اس کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اسی لیے آپ کی والہی کے انتظار میں دو بائوں کے درمیان بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں آپ واپس ہوئے اور ہمارے متقابل پہنچ کر قریب ہی کھڑے ہو گئے، اپنا ہاتھ بٹھا یا، سر سے ٹوپی اتاری اور دوسرا ہاتھ اپنے سر پر پھیرا اور ہم میں سے ایک شخص کے سامنے بیٹھ کر فرماتے لگے۔

۲۹- اس شخص نے فوراً کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعاً حجت خدا اور اس کے منتخب بندے ہیں۔

ہم لوگوں نے اس سے کہا، کہ تجھے یہ ہدایت کیسے ہو گئی؟  
اُس نے کہا کہ مجھے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر شک تھا لہذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر آپ واقعی میرے سرے ٹوپی اتار لیں گے تو میں آپ کے امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۵)  
مختار الخراج میں بھی علی بن محمد کی یہ روایت مرقوم ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۵)

## ۱۸ = دُعا و دلیل امامت

دلائل حمیری میں ابوسہیل بلخی سے روایت ہے  
اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں اپنے والدین کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ اُس کی ماں غالیہ تھی اور باپ مومن تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ باپ پر رحم فرمائے۔  
ایک دوسرے شخص نے بھی خط لکھا اور اُس نے بھی اپنے والدین کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ اُس کی ماں مومنہ تھی اور اس کا باپ ثنویہ تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ماں پر رحم فرمائے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۶)

## ۱۹ = عَلِيمٌ مَا فِي الصَّمِيرِ

ابن کردی محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں بہت شگنی معاش میں مبتلا ہوا تو میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھے اُس شخص یعنی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس چلو میں نے سنا ہے وہ بڑے سخی ہیں۔

میں نے پوچھا کیا آپ کا اُن سے تعارف ہے؟  
اُنھوں نے کہا، نہیں، میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں، بلکہ میں نے تو اُن کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔

الغرض ہم لوگ چلے رستے میں میرے والد نے کہا، کاش وہ مجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دے دیں تو دو سو درہم کپڑوں کے لیے، دو سو درہم آٹے کے لیے اور ایک سو درہم دوسرے

اخراجات کے لیے خرچ کروں گا۔

اور میں نے اپنے دل میں کہا، کاش مجھے تین سو درہم کا حکم دے دیں تو ایک سو درہم سے گدھا خریدوں گا، ایک سو درہم دیگر اخراجات کے لیے اور ایک سو درہم لباس کیلئے رکھوں گا پھر میں جبل کی طرہ (تلاش معاش کی غرض سے) چلا جاؤں گا۔

جب ہم لوگ آپ کے در دولت پر پہنچے تو اندر سے آپ کا غلام نکلا۔ اور بولا۔  
علی بن ابراہیم اور اس کا لڑکا محمد اندر آجائیں۔  
ہم اندر گئے، سلام عرض کیا۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا: اے علی! تم اب تک ہم سے کیوں نہیں ملے؟  
میرے والد نے کہا، اے سید و سردار! شرم و انگیز تھی کہ اس حالت میں آپ کی خدمت میں کیسے حاضر ہو جاؤں۔

الغرض جب ہم وہاں سے چلے تو آپ کا غلام آیا، اُس نے میرے والد کو ایک تھیلی دی اور کہا، اس میں پانچ سو درہم ہیں۔ دوسو کپڑوں کے لیے، دوسو آٹے کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں۔

اس کے بعد مجھے بھی ایک تھیلی دیکر بولا، اس میں تین سو درہم ہیں۔ ان میں سے ایک سو درہم کا گدھا خریدنا، ایک سو کپڑوں کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں اور سونو، بلا و جبل نہ جانا، بلکہ سورا (عراق میں ایک مقام کا نام ہے) جانا۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ سورا چلا گیا، اور وہاں کی ایک عورت سے شادی کر لی اور آج اُس کی آمدنی چار ہزار دینار تک پہنچ چکی ہے، مگر اس کے باوجود وہ واقف ہے۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ اُس نے اُس سے کہا کہ کیا اس سے بھی زیادہ واضح امامت کی نشانی کی تمہیں ضرورت ہے؟

اُس نے کہا، تم سچ کہتے ہو، مگر تو پہلے سے ایک رستے پر چلے جا رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دیں۔؟  
(الارشاد ص ۲۲۱-۲۲۰)

• ابو بکر فہرنگی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے سرمن رنے سے کسی کام کے لیے باہر جانے کا ارادہ کیا، اس لیے کہ وہاں دیر تک قیام کر چکا تھا چنانچہ کوچ کے دن میں نکلا اور ابی قطیعہ ابن داؤد کے راستہ پر آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوبارہ عام میں جانے کے لیے ادھر سے آتے ہوئے نظر آئے۔  
میں نے اپنے دل میں کہا، میں آپ سے عرض کروں گا کہ مولا، میرے لیے دعا کیجیے کہ

میں سرمن رلے سے خیریت کے ساتھ نکل جاؤں۔  
یہ سوچ کر میں مسکرایا۔ جب آپ میرے قریب آئے تو آپ بھی مسکرائے۔ اور میں  
اُسی دن سرمن رلے سے نکل گیا۔

(مختار الخراج ص ۲۵)

• علی بن زید بن علی بن اسد بن زید سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک  
دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُنھی میں وہاں  
بیٹھا ہی تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے رومال میں پچاس دینار تھے۔ وہ اب نہیں ہیں۔ مجھے اس کی بڑی فکر  
ہوئی، مگر میں نے آپ سے نہ اس کا ذکر کیا اور نہ اس کا اظہار ہونے دیا کہ مجھے اس کی فکر لاحق ہے اس  
کے باوجود آپ نے فرمایا: وہ محفوظ ہے انشاء اللہ۔ جب میں گھر واپس آیا تو میرے بھائی نے وہ  
رقم مجھے دی۔

(مختار الخراج ص ۲۵)

• کشف الغم میں بھی دلائل حیران سے یہی روایت مرقوم ہے۔

• ابو العنیا محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت  
ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا، وہاں مجھے پیاس لگتی مگر پانی  
مانگنا اپنے لیے چوٹی بات سمجھتا۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام! ان کو پانی بلاؤ۔

کبھی دل میں آتا کہ اب یہاں سے چلوں۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام! ان کی سواری حاضر کرو۔

(مختار الخراج) (مناقب جلد ۴ ص ۲۳)

• احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ میرے سامنے کچھ لکھیں تاکہ جب آپ کا خط پہنچے تو میں  
پہچان لیا کروں کہ یہ آپ ہی کا خط ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا اے احمد! قلم کے موٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے خط مختلف

ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا اس میں شک نہ کیا کروں

پھر آپ نے قلمدان منگوایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت آپ حسیں

سے لکھیں گے، میں وہ قلم آپ سے مانگ لوں گا۔

جب آپ لکھ چکے تو مجھ سے باتیں کرنے لگے اور قلم کو قلمدان کے رومال سے  
صاف کر کے میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا:

اے احمد! اسے لیلو۔ اور اپنے پاس رکھ لو۔

میں نے اسے لے کر رکھ لیا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۳)

• محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ قوم موقوفہ اور موقوفہ  
کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے  
پاس اپنا نام نہ بنا کر بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ  
آپ یہ فرماتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جس کی معرفت ہماری جیسی ہواور جس کا قول بھی  
ہمارا جیسا ہو۔

اُس کا بیان ہے کہ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ ایک سفید اور  
نرم لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا، بھلا کوئی ولی خدا اور حجت خدا الیسا نرم لباس پہنتا ہے؟  
ہمیں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس طرح کامل لباس پہننے  
کو منع فرماتے ہیں۔

کامل کا بیان ہے کہ میرے جی میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ تبسم ہوئے اور  
فرمایا: اے کامل! ادھر دیکھو۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی دونوں استینیں اٹھیں، میں نے دیکھا، آپ اُس نرم لباس  
کے نیچے سیاہ مٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔

پھر فرمایا، دیکھو! یہ اندرونی لباس تو اللہ کے لیے ہے اور اوپر والا لباس تم  
لوگوں کے لیے ہے۔ (غینۃ لطویہ)

(۲۰) علم النساب

علی بن جعفر نے حلبی سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ محمد  
عسکری میں جمع ہوئے اور حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری کے دن کا اتفاق  
کرنے لگے۔ تو آپ کی تحسیر پائی جن میں لکھا تھا کہ:

”خبردار! تم سے نہ کوئی ہو سلام کرے، اور نہ ہماری طرف کوئی اشارہ کرے، اس میں تمہاری

جانوں کا خطرہ ہے۔

میرے پہلو میں ایک نوجوان کھڑا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں کے باشندہ ہو؟ اُس نے کہا: 'مذنبہ کا رہنے والا ہوں۔'

میں پوچھا: یہاں کس کام سے آنا ہوا؟

اُس نے کہا کہ: 'ہمارے یہاں (مذنبہ میں) لوگوں کو حضرت ابو محمد مسلم بن عکرمی علیہ السلام کی امامت کے متعلق اختلاف ہے۔ میں اِس لیے آیا ہوں کہ جو چل کر دیکھوں اور اُن کے باتیں سنوں یا اُن میں کوئی علامتِ امامت دیکھوں، تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اور میں حضرت ابو ذر غفاری کی اولاد میں سے ہوں۔'

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپؐ اپنے ایک خادم کے ساتھ درِ دولت سے برآمد ہوئے۔ جب آپؐ قریب پہنچے تو ایک نظر اُس نوجوان پر ڈالی اور فرمایا: کیا تم غفاری ہو؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں حمدیہ کیسی ہے؟

اُس نے عرض کیا: ٹھیک ہے، صحیح و تندرست ہے۔

آپؐ یہ پوچھ کر آگے بڑھ گئے تو میں نے اُس نوجوان سے پوچھا: کیا تم نے اِس سے پہلے ان کو کبھی دیکھا تھا؟

اُس نے کہا: نہیں۔

میں نے کہا: پھر یہ تمہارے اطمینان کے لیے کافی ہے۔

اُس نے کہا: جی ہاں، آپؐ صحیح کہتے ہیں، اب مزید معلومات کی ضرورت نہیں۔

(منتار الخزانہ)

## ۲۱ = علم مافی الضمیر

یعنی بن مرزبان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ

میں ایک مرتبہ اہلِ سبت کے ایک شخص سے ملا جس کا نام ابو الخیر تھا۔

اُس نے بیان کیا کہ میرا چچا زاد بھائی امامت، اور خصوصاً حضرت ابو محمد مسلم بن عکرمی علیہ السلام کی امامت کے متعلق مجھ سے بحث کرتا تھا۔ میں اُس سے کہا کرتا: جب میں خود اُن سے امامت کے آثار و علامات نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کہوں گا۔

چنانچہ میں کسی ضرورت کے لیے عذرِ عسکری وارد ہوا۔ دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عکرمی علیہ السلام تشریف لارہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اگر یہ اپنا ہاتھ اپنے سر کی

طرف بڑھائیں اُسے کھول دیں پھر میری طرف دیکھ کر نظر موڑ لیں، تو میں ان کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

جب آپؐ میرے قریب پہنچے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کی طرف بڑھایا، سر کھولا پھر ایک نظر میری دیکھا اور نگاہ موڑ لی۔

آپؐ نے مجھ سے فرمایا: 'بھئی! تمہارا وہ چچا زاد بھائی کیسا ہے جس سے تمہاری امامت کے متعلق بحث ہوتی ہے؟'

میں نے عرض کیا: اُسے صحیح و تندرست چھوڑ آیا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: تم اِس سے بحث نہ کیا کرو۔

اِس کے بعد آپؐ چلے گئے۔ (منتار الخزانہ - کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۱)

## ۲۲ = علم مستقبل

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سیدِ مسمیٰ نامی شخص مجھے بہت ستاتا تھا اور اس کی طرف سے ایسی ایسی باتیں مجھ تک پہنچتی تھیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوتا تھا۔ اُس کا گھر میرے گھر سے بالکل ملا ہوا تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ دعا فرمائیں مجھے اس شخص سے چھٹکارا ملے۔

آپؐ نے جواب میں تحریر فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کہ اس سے بہت جلد چھٹکارا ملے گا اور تم اُس کے گھر کے عجی مالک بن جاؤ گے۔

پس ایک ماہ کے بعد وہ مر گیا۔ میں نے اُس کا گھر خرید کر اپنے گھر میں ملا لیا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۲)

## ۲۳ = معزز کی معزولی کی خبر

احمد بن حنین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو بشیر بن سبائہ نے بتایا کہ کوفہ جاتے وقت جب معزز نے آپؐ کو سعید حاجب کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور قصرِ میر کا واقعہ پیش آیا تو ابو بشیر نے آپؐ کو غلط لکھا کہ: میں آپؐ پر قربان، مجھے ایسی اطلاع ملی ہے جس کو سن کر مجھے بے حد قلق ہے۔

آپؐ نے اُس کو جواب میں تحریر فرمایا۔

ابو بشیر نے گھبراؤ نہیں، تین دن بعد تم لوگوں کو

اور تیسرے ہی دن معتز خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ (غیبۂ شیخ ص ۳۲)

### ۲۳ = مستعین تین دن میں گرفتار عذاب ہو گا

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس گیا۔ اُن کے سامنے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک رقعہ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں نے اس ظالم و کشر (یعنی مستعین) کے لیے اللہ سے بددعا کی ہے یہ تین دن بعد عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ چنانچہ تیسرے ہی دن خلافت سے معزول ہو گیا اور انجام جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اُسے واسطیجا کر قتل کر دیا گیا۔ (مجمع الدعوات)

### ۲۵ = مہندی کی مدت عمر ختم ہو چکی ہے

صیری نے ہی یہ بھی روایت ابو ہاشم سے کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں مہندی کی قید میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہاشم! یہ ظالم و کشر آج شب اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے اللہ نے اس کی مدت عمر ختم کر دی ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں، مگر اللہ اپنے لطف و کرم سے ایک لڑکا عنایت فرمائے گا۔

غرض جب صبح ہوئی تو ترکوں نے مہندی پر حملہ کر دیا اور عامۃ المسلمین چونکہ جانتے تھے کہ مہندی اعتزالی اور قدر کا معتقد ہے، اس لیے سب لوگوں نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ اور مہندی کو قتل کر کے اس کی جگہ معتمد کو مسند خلافت پر بٹھایا، اور اس کی بیعت کی۔ مہندی نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، مگر اللہ نے خود اس کو مبتلائے بلا و مصیبت کر دیا اور بلاخر قتل ہوا اور اصل جہنم ہو گیا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳)

### ۲۶ = مہندی کے قتل کی پیشگوئی

احمد بن محمد سے روایت ہے جس وقت مہندی ترکی حوایلو کے قتل میں ماخوذ ہوا تو میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کو خط لکھا کہ مولا! خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس کو خود اپنی فکر میں پھنسا دیا، ورنہ سنا ہے کہ وہ کتنا تھا کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو ملک بدر کر کے رہوں گا۔ تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ یہی بات اس کی عمر کے گھٹنے کا سبب بن گئی۔ آج سے پانچ دن اور شمار کر لو چھ دن وہ بڑی بے عزتی اور توہین کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔ اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

### ۲۷ = معتز تین دن میں قتل ہو جائے گا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب سعید (حاکم سامرہ) نے حکم دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کو گرفتار کر کے کوفہ لیجا یا جائے۔ ابو شیم نے آپ کو خط لکھا، مولا! میں آپ پر قربان ہوں، مجھے ایک خبر ملی ہے جس سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تم کو ایک خوشخبری ملے گی۔ اور تیسرے ہی دن معتز قتل کر دیا گیا۔

### ۲۸ = تین دن بعد خوشخبری ملے گی

علی بن محمد بن زیاد صیری کی کتاب اللہ صا میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق مستعین کی جو نیت تھی وہ ظاہر ہے۔ اس نے اپنے صاحب سعید کو حکم دیا کہ آپ کو کوفہ لیجاؤ اور راستہ میں ان پر کوئی حادثہ وارد کر دو۔

یہ خبر شیعوں میں پھیل گئی۔ جس سے انہیں بڑی فکر ہوئی۔ اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ ابھی حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام کی وفات کو پانچ سال بھی نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ محمد بن عبد اللہ اور شیم بن سبابہ نے آپ کو خط لکھا کہ ہم لوگ آپ پر قربان ہم لوگوں کو ایک ایسی خبر ملی ہے کہ جس کا ہمیں بڑا دکھ اور رنج ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تمہیں خوشخبری ملے گی اور آپ کے ارشاد کے مطابق مستعین تیسرے ہی دن خلافت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ معتز تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۴)

## (۲۹) = گمشدہ غلام کی نشاندہی

راوی کا بیان ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا سا غلام

گم ہو گیا۔ بہت ڈھونڈا گیا، نہیں ملا۔ آپ کو خبر دی گئی۔

آپ نے فرمایا، اس کو جانوروں کے کٹھرے میں دیکھو وہاں دیکھا گیا تو وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔

محمد بن صالح جنتی سے روایت

ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر خلیفہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا میں ہیچ شائق ہوں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اے نہار منہ نہ کھاؤ اس سے فاجعہ کاغذ اس کے علاوہ میرا ارادہ تھا کہ میں صاحب رنج جس نے بصرہ سے خروج کیا تھا، اس کے متعلق معلوم کروں مگر محمول کیا لیکن آپ نے از خود تحریر فرمادیا کہ صاحب کا اہلیت میں سے نہیں ہے، کشتہ از حد

## (۳۰) = علم منایا

جعفر بن محمد قلاشی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے

عبد الجبار خادم کی معرفت حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا جس میں بہت سے مسائل کیے اور یہ بھی تحریر کیا کہ میرا بھائی آرمینہ گیا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں، صبح و سلامت واپس آجائے۔ آپ نے میرے خط کا جواب تحریر فرمایا جس میں میرے سارے مسائل کے جوابات مگر اس میں میرے بھائی کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد آرمینہ سے خبر آئی کہ تیرا بھائی فوت ہو گیا۔

اور وہ اسی دن فوت ہوا تھا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا اب ہم سمجھے کہ چونکہ آپ کو اس کی موت کی خبر تھی اس لیے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۲۹۷)

علی بن محمد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں عبد العزیز بن دلف اور یزید بن عبد اللہ کی شکایت کی۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عبد العزیز سے تمہیں چھٹکارا مل جائے گا اور

یزید بن عبد اللہ تو اس کا اور تمہارا فیصلہ اللہ کے سامنے ہوگا۔ چنانچہ عبد العزیز مر گیا اور یزید بن عبد اللہ قتل ہو گیا۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۳۳، کافی جلد ۱ ص ۵۱۲)

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے معز کی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے ابو القاسم اسحاق بن جعفر زبیری کو خط لکھا، "مگر سے باہر نہ نکلنا ایک حادثہ ہونے والا ہے مگر جب بریکہ قتل ہو گیا تو ابو القاسم اسحاق نے آپ کو خط لکھا کہ یہ حادثہ تو رونما ہو چکا، اب میرے لیے کیا حکم ہے۔"

آپ نے اس کے جواب میں لکھا، یہ حادثہ نہیں، دوسرا حادثہ۔

چنانچہ اس کے بعد معز کا واقعہ پیش آیا۔ (کافی جلد ۱ ص ۵۱۲)

نیز آپ نے ایک دوسرے شخص کو خط لکھا کہ اس کے قتل سے دس دن پہلے محمد بن داؤد قتل ہوگا۔ چنانچہ دسویں دن وہ قتل ہو گیا۔ (ارشاد منہ)

ابن فرات سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرے چچا زاد بھائی پر میرے دس ہزار درہم قرض تھے۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ دعا فرمائیں کہ وہ دیدے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ وہ تمہاری رقم تم کو واپس کرے گا اور جمعہ کے بعد مر جائے گا۔

راوی کا بیان ہے، میرے چچا زاد بھائی نے مجھے میری رقم واپس کر دی۔ میں نے اُس سے پوچھا، تمہاری نیت تو واپس کرنے کی نہ تھی، پھر واپس کیسے کر دی؟ تم نے تو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اُس نے کہا، میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا، دیکھ تیری موت قریب ہے اپنے چچا زاد بھائی کی رقم واپس کرنے سے (فتاویٰ الخراج - کشف الغم جلد ۳ ص ۵۱۲)

## (۳۱) = اللہ فضل پر رحم کرے (علم منایا)

سید بن جناح کشی سے روایت ہے

اس کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابراہیم وراق مرقندی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں حج کے لیے وطن سے نکلا اور ارادہ کیا کہ اپنے ایک دوست سے بھی ملتا ہوا جاؤں جو ہمارے اصحاب میں

دیگر • محمد بن حسن بن فزیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی بہن رات میں اکثر فاشیہ برداری کیا کرتا تھا ایک دن وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو گھر موجود پایا اور آپ کی سواری خلیفہ کے گھر جانے کے لیے تیار تھی اور آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور آپ کے پیلوں میں عامہ میں سے ایک ایسا شخص تھا کہ جب آپ کہیں جانے کے لیے سوار ہوتے تو دعائیں دیتا اور ایسی ایسی باتیں کرتا جن سے آپ کو نفرت ہوتی اور آپ ان کو ناپسند کرتے۔

اس دن تو وہ شخص پیچھے ہی پڑا رہا یہاں تک کہ آپ ایسی جگہ پہنچے جہاں سے راستہ دو طرف جاتا۔ ایک راستہ سواروں کی کثرت کی وجہ سے اس شخص کو تنگ نظر آیا تو وہ دوسرے راستے پر چل دیا تاکہ اس طرح آگے بڑھ کر پھر آپ سے جا ملے۔

جب وہ اس راستے پر چلا گیا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: جاؤ اس شخص کو پہنا آؤ۔

خادم اس شخص کے پیچھے چلا۔ اور ادھر آپ بازار تک پہنچ گئے اور اُدھر وہ شخص کے دروازے سے نکلا تاکہ آپ سے آکر مل جائے کہ ایک جگہ ایک خچر بندھا ہوا تھا اس نے اس ایسی لات ماری کہ وہیں گر گیا۔ خادم وہیں ٹھہر گیا اور آپ کے حکم کے بموجب اس کو کھن دیا اور لوگ آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۱)

دیگر • علی بن یزید المعروف بہ ابن ریش سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرا لڑکا بیمار ہوا میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دعا کی درخواست کی اُدھر سے جواب آیا ”او ما علم ان رکلی اجل کتب“ کیا نہیں کہ ہر ایک کے لیے ایک مدت تحریر ہے۔

چنانچہ میرا لڑکا مر گیا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۱)

دیگر • ابوسلیمان محمودی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک عریضہ میں تحریر کیا، مولا! دعا فرمائی کہ اللہ مجھے رزق کا فرادے۔ (تاکہ نسل آگے بڑھے)

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے لیے صبر بھی کرنا ہو گا۔

چنانچہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا۔

دیگر • ابیح بن اقرع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا، اس میں تحریر کیا کہ آپ میری آنکھ کے درد کے لیے دعا فرمائیں اس لیے کہ میری ایک آنکھ تو بیکار ہو چکی تھی اب دوسری میں بھی تکلیف شروع ہو گئی۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ نے تیری آنکھ روک دی۔ چنانچہ وہ صحیح ہو گئی۔ اللہ نے اسے خراب ہونے سے بچالیا۔

خط کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تجھے اجر جزیل اور صبر جمیل کرامت فرمائے مجھے بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے اہل خاندان میں سے کون مر گیا، جس کی تعزیت آپ ادا فرما رہے ہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد مجھے میرے لڑکے طیب کی موت کی خبر ملی۔ میں سمجھ گیا کہ آپ نے اسی کی تعزیت ادا کی تھی۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۲)

### (۳۲) = مستقبل کا علم

شاہویہ بن محمد یہ کا بیان ہے کہ میرا بھائی صالح قید میں تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں مختلف مسائل دریافت کیے۔

آپ نے ان سب کے جواب دیے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جس دن میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے گا اُس دن تمہارا بھائی قید سے رہائی پائے گا۔ تم مجھ سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے مگر بھول گئے تھے۔ اس لیے لکھ رہا ہوں۔

ابھی میں آپ کا یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ بہت سے لوگ آپہنچے اور مجھے میرے بھائی کی رہائی کی خوشخبری دینے لگے۔ میں بھی پیوچ کر اپنے بھائی سے ملا اور اس کو آپ کا یہ خط پڑھ کر سنایا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۸)

### (۳۳) = مشکوٰۃ سے مراد قلب حضرت محمدؐ

محمد بن دریا ب رقاشی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ قرآن مجید کی آیت ”مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلِ مَشْكُوتٍ“ میں مشکوٰۃ سے کیا مراد ہے۔

پھر یہ بھی تحریر کیا کہ میری زوجہ کے لیے دعا فرمائیں وہ حاملہ ہے۔ نیز دعا فرمائیں کہ

فرزند پیدا ہوئے، آپ اس مولود کا نام بھی تجویز فرمادیں۔  
 آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مشنکوة سے مراد قلب مجتبے ہے۔  
 مگر آپ نے میری زوجہ کے متعلق کچھ نہ لکھا، بلکہ آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ خدا  
 تجھے صبر دے۔ اور تجھے خلف (فرزند سعادت مند) عطا فرمائے۔  
 پس، زوجہ کے مردہ لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد جب حاملہ ہوئی تو لڑکا پیدا ہوا۔  
 (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۲)

### ۳۴ = کینز کی موت کا علم

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید بن علی  
 روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام  
 دارالعامہ سے اپنے گھر تشریف لیجانے لگے تو میں آپ کے ساتھ ہولیا، اور آپ کو آپ کے  
 تک پہنچا کر واپس ہونے لگا:  
 آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو!  
 آپ اندر داخل ہوئے، مجھے بھی گھر کے اندر بلالیا اور دو سو دینار عطا کیے۔  
 پھر فرمایا: تمہاری کینز تو مر گئی، اب دوسری کینز کے لیے قیمت لیتے جاؤ۔  
 حالانکہ جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو وہ بالکل صحیح و سلامت تھی۔ غرض جب میں اپنے  
 گھر پہنچا تو میرے غلام نے اطلاع دی کہ آپ کی فلاں کینز امی ابھی مر گئی۔  
 میں نے پوچھا، کیا بات ہوئی، کیسے مر گئی؟  
 اُس نے کہا، وہ پانی پینے لگی، پانی گلے میں اٹکا اور اُس کا دم نکل گیا۔  
 (مناقب جلد ۴ ص ۲۳۱، منہاج نرجاع ص ۱۲۱)

### ۳۵ = عروہ بن کبی کیلے بددعا

علی بن سلیمان بن رشید  
 بغدادی سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عروہ بن کبی  
 لعنت کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خزانہ  
 (توشہ خانہ) تھا، وہ عروہ بن کبی کے سپرد کیا گیا۔ اس نے اس خزانے میں سے بہت سی چیزیں اپنے  
 لیے نکال لیں اور بقیہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو گزند پہنچانے کے  
 لیے آگ لگا دی۔ آپ نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بددعا بھی فرمائی، اور اس بددعا کو

ایک دن اور ایک رات بھی نہیں گذرے تھے کہ اللہ نے اس کو واصلِ جہنم کیا۔  
 آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات اللہ سے بددعا کے لیے اس اس طرح بیٹھا  
 اور ابھی سپیدہ سحری بھی نمودار نہیں ہوا تھا اور نہ ابھی میرے خزانے میں لگی ہوئی آگ بجھ چکی  
 کہ اللہ نے عروہ بن کبی کو قتل کر دیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ (رجال کشی ص ۴۷)

### ۳۶ = زبیری کیلے بددعا

دلائل حسیری میں محمد بن علی حسیری سے  
 روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ کے پاس پہنچا  
 اس کے سامنے حضرت ابو محمد علیہ السلام کا ایک خط لکھا ہوا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں  
 نے اس کمرش یعنی زبیری کے لیے اللہ سے بددعا کر دی ہے۔ وہ تین دن بعد مبتلائے عذاب  
 ہو جائے گا۔

چنانچہ تین دن بعد اس کے ساتھ جو مرد وہ سب کو معلوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۵)

### ۳۷ = ابن ہلال سے اظہارِ برأت کا اعلان

محمد بن یعقوب کا بیان ہے  
 کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک طولِ خط عمری کے نام موصول ہوا  
 جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ میں ابن ہلال لعنتہ اللہ علیہ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں، بلکہ  
 اس شخص سے بھی برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔ لہذا اسحاق  
 اور اس کے اہل شہر کو وہ سب کچھ بتا دو جو میں نے اس شخص فاجر کے متعلق نہیں بتایا ہے بلکہ  
 یہ اس شخص کو بتاؤ جو تم سے اس شخص فاجر کے متعلق دریافت کرتے۔

(غنیۃ طوسی ص ۲۲۸)

یا جھوٹی، اس پر ادائے شکر ضروری ہے۔  
چنانچہ اللہ نے جو نعمت تم کو دی ہے، تمہیں ہلاکت سے بچایا ہے اور راہِ عقبہ کو تمہارے لیے آسان کر دیا ہے اس پر ہم الحمد للہ کہتے ہیں جس طرح اللہ کی حمد کرنے والے تابعدار کرتے رہیں گے اور خدا کی قسم، آخرت کی گھاٹی بڑی سخت ہے، اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس میں طویل مصائب ہیں جن کا ذکر سابقہ الہامی کتابوں میں بھی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے کے زمانے اور آج کے زمانے میں بھی تم لوگوں کے حالات ایسے نہ تھے جو قابلِ تعریف رہے ہوں اور اللہ کی پوری توفیق تمہارے شامل حال رہی ہو اے اسحاق! یقین کرو کہ جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا، اور اُسے راہِ نجات نہ ملے گی۔

اے ابن اسماعیل! یہاں اندھا ہونے کا مطلب آنکھوں سے اندھا نہیں بلکہ اُن دلوں کا اندھا ہونا ہے جو سینوں کے اندر ہیں۔ چنانچہ ایسے ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کہے گا:

”رَبِّ لَوْ خَشَرْتَنِيْ اَعْْمٰی وَتَدَكُنْتُ بَصِيْرًا ۚ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنٰسٰی ۝“ (سورہ طہ آیت ۱۱)

(پروند گارا! تو نے مجھے اندھا کیوں محسوس کیا، جبکہ (دنیا میں) میں آنکھ والا تھا اللہ کہے گا، اس لیے کہ جس طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں اور تو نے انھیں بھلا دیا، پس آج کے دن اسی طرح ہم نے تجھے بھلا دیا۔)

(اب تم ہی انصاف سے کہو) جو ذات اپنے آپ کو اولین یعنی انبیاء اور آباء کے آخری یعنی اوصیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک کا امانت دار ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے بندوں کے اعمال کا شاہد و نگران ہو، اس سے بڑھ کر اللہ کی نشانی اور آیت کون سی چیز ہو سکتی ہے؟

لہذا تم لوگ کیوں سرگرداں ہو؟ جانوروں کی طرح جھڑجھڑا کر کیا اُدھر کہاں چلے جا رہے ہو؟ حق سے کیوں روگردان ہو؟ باطل پر کیوں ایمان لائے ہو؟ اللہ کی اس نعمت سے کیوں انکار کرتے یا اسے جھٹلاتے ہو؟ یہ بتاؤ، جو شخص کتابِ خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھے اور بعض سے انکار کرے، اُس کی سزا سولے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بھی ناکام رہے اور آخرت کے اندر طویل عرصے تک عذاب میں مبتلا رہے۔ خدا کی قسم! یہ تو سب سے بڑی ناکامیابی ہے۔

بیشک اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے تم لوگوں پر چند فرائض عائد کیے ہیں اس لیے نہیں کہ اُسے اس کی کوئی ضرورت ہے، بلکہ یہ اُس خدا کے وحدہ لا شریک لہ کی تم لوگوں پر مہربانی ہے کہ اللہ خبیث اور طیب کو جدا جدا کر دے، تمہاری نیتوں کا امتحان لے لے، تمہارے دلوں کو گندگیوں سے پاک کرے تاکہ تم لوگ اللہ کی رحمت کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت کرو اور جنت میں تمہاری منزلیں ایک دوسرے سے اونچی ہوں۔

چنانچہ اللہ نے تم لوگوں پر حج، عمر، اقامتِ نماز، ادائیگیِ زکوٰۃ، روزہ اور ولایت کو فرض کیا۔ اور ان سب کے لیے اُس نے تمہارے لیے ایک دروازے کو کافی قرار دیا تاکہ اس کے ذریعے سے فرائض کے تمام دروازے کھل جائیں اور راہِ خدا کی کئی تمہارے ہاتھ آجائے واقعاً اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوتا، اور ان فرائض میں سے کوئی فریضہ صحیح طور پر نہ سمجھ سکتے، اور کسی شہر میں اُس کے دروازے ہی سے تو داخل ہوا جاتا ہے!

اللہ نے اپنے نبی کے بعد اپنے اولیاء کی ولایت و امامت تم پر قائم کر دی اور اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمُ دِیْنَکُمْ ۚ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۚ“ (سورہ مائدہ آیت ۲)

ترجمہ: (آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا۔)

اولیاء کے حقوق تم پر فرض کیے اور ان حقوق کی ادائیگی کا تمہیں حکم دیا تاکہ تمہارے اصحاب و ارحام سے پیدا ہونے والے بچے، تمہارے اموال، تمہارے کھانے پینے کی چیزیں سب حلال ہو جائیں اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس سے تمہاری دولت و ثروت میں کتنی ترقی اور کتنی برکت ہوتی ہے اور وہ یہ دیکھ کہ تم میں سے حکمِ غیب کی کون اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قُلْ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی“ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: (کہہ دوئے رسول! میں اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریبیوں کی مودت کے) یہ سمجھ لو کہ اس میں جو مجمل کرے گا وہ درحقیقت اپنے ساتھ بخل کرے گا۔ اللہ غنی ہے تم لوگ فقیر ہو، سولے اس کے کوئی اور اللہ نہیں ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان گفتگو بہت طویل ہو گئی جس میں تمہارے فائزے

## ④ = ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم

آپ کے دوستداروں میں سے کسی نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کوئی دعاء تعلیم فرمادیں آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کرو۔

يَا اَسْمَعَ السَّمَاعِينَ يَا اَبْصَرَ الْمُبْصِرِينَ يَا عَزَّ النَّاطِرِينَ  
يَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ  
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافُضِّعْ لِي فِي رِزْقِي وَمَدْلِي  
فِي عُمْرِي وَامْنِي عَلَى بَرَحَتِكَ وَاجْعَلْ لِي مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ  
دِينَكَ وَلَا تَسْتَبْدِلْ لِي غَيْرِي •

ترجمہ: ”اے سُننے والوں میں سب سے زیادہ سُننے والے، دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے، ناظرین میں سب سے زیادہ معزز، اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمد و آل محمد پر اور میرے لیے رزق تک و صحت عطا فرما، میری عمر میں اضافہ فرما اور تجھے اپنی رحمت کا واسطہ بن کر کم و احسان فرما، مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تیرے دین میں مدد لیبانی ہے۔ میرے بدلے میرے غیر کو ان میں قرار نہ دے۔“

## ⑤ = حَزْبِ اللہ میں کس کا شمار ہوگا

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ

میں نے اپنے دل میں کہا: پروردگار! تو مجھے اپنے گروہ اور اپنے جتنے میں قرار دے۔  
آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اُس کے رسول کی رسالت کی تصدیق کرتے ہو، اُس کے اولیاء کی معرفت رکھتے ہو، ان کا اتباع کرتے ہو، تو تمہیں بشارت ہو کہ تم اللہ کے گروہ اور اس کے جتنے میں شامل ہو۔

(کنشاف الغمہ جلد ۳ ص ۱۹۹)

محمد بن حسن بن شمون سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں اپنے فقیر و تنگدستی

سے بہت نالاں تھا۔ اس کی شکایت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے کی مگر دل میں کہا (کیوں غم کرتا ہے) کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ”ہمارے ساتھ رہ کر تنگدستی، دوسروں کے ساتھ رہ کر دولت مند ہونے سے زیادہ بہتر ہے اور ہمارے ساتھ رہ کر قتل ہو جانا، ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر زندہ رہنے سے کہیں بہتر ہے۔“

## ⑥ = فقر سے گناہ معاف ہوتے ہیں

میرے خط کے جواب میں آپ نے

تحریر فرمایا: ”سنو! جب ہمارے دوستداروں کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں تو ہم اللہ انھیں فقر و تنگدستی میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اُن کے اکثر گناہ معاف کر دیے جائیں، اور جیسا کہ تمہارے دل نے خود کہا تھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ رہ کر فقر، اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر دولت مند ہونے سے کہیں بہتر ہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے جائے پناہ ہیں جو ہم سے پناہ چاہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے نور و روشنی ہیں جو دیکھنا چاہے ان لوگوں کے محافظ ہیں جو ہم سے حفاظت چاہے۔ جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارے ساتھ سناں اعلیٰ میں ہوگا، جو ہم سے نفرت ہو اس کا راستہ جہنم کے طرف ہوگا۔“

(کنشاف الغمہ جلد ۳ ص ۲۹۹) مناقب جلد ۴ ص ۲۵۵

رجال کشی میں بھی محمد بن حسن بن شمون سے یہی روایت ہے

(رجال کشی ص ۳۳۸ - مناقب جلد ۴ ص ۲۵۵)

## ⑦ = شرک حقیقی

سعد نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے اس کا بیان

یہ کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:  
آپ نے فرمایا: ”اُن گناہوں میں سے جو بخشے نہ جائیں گے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ کاش محمد سے اس گناہ کے سوا کسی اور گناہ کا مواخذہ نہ ہوتا۔“

”میں نے اپنے دل میں کہا: یہ بات تو مشکل ہے۔ یعنی ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ خود سے اپنے تمام امور کا جائزہ لیتا رہے۔“

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو ہاشم! ہم

صحیح سوچ رہے ہو اور جو کچھ سوچ رہے ہو اس پر کاربند ہو جاؤ۔ کیونکہ شرک انسان کے اندر اس سے بھی زیادہ مخفی چلتا ہے جتنی کوئی چوٹی کسی سماء پر اندھیری رات میں چلتی ہو۔ (مفتی رشید علی)

کنشاف الغمہ جلد ۳ ص ۲۹۹

کنشاف الغمہ جلد ۴ ص ۲۵۵

پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اُن جناب کو خط لکھا تھا کہ آپ کے شیعوں اور موالیوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آپ اپنی امانت کی کوئی واضح دلیل، کوئی معجزہ ظاہر فرمادیں۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحبان عقل کو خطاب کرتا ہے اور سنو! کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دلائل و معجزات پیش کرے، مگر اس کے باوجود لوگوں نے اُن کو بھی ساحر کا بہن اور کاذب کہا۔ تاہم ان ہی بندے اللہ نے جس کو ہدایت دینی چاہی اس نے ہدایت بھی پائی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دلائل و معجزات سے اکثر لوگوں کی تسکین ہو جاتی ہے مگر یہاں تو صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ہمیں حکم دیتا ہے کہ بولو۔ تب ہم لوگ بولتے ہیں جب حکم دیتا ہے خاموش رہو تو خاموش رہتے ہیں۔

اور اگر اللہ حق کو ظاہر نہ کرنا چاہتا، تو اتنے سارے انبیاء کو بشیر و نذیر بنا کر نہ بھیجتا۔ چنانچہ یہ لوگ خواہ بحالت ضعف ہوں، خواہ بحالت قوت، ہر حال میں حق پیش کرتے رہے، تاکہ امر الہی کی تکمیل اور حکم خداوندی کا نفاذ ہو جائے۔

لوگ اس دنیا میں مختلف طبقتوں کے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ہمیشہ نجات کے راستے پر نگاہ رکھتا ہے، حق سے متحرک اور اس کی جڑ سے نکلی ہوئی شاخ سے متعلق رہتا ہے۔ میں نہ کبھی شک کرتا ہوں اور نہ ریب، بس اسی کو اپنا ملجاء و ماویٰ سمجھتا ہوں۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے حق کو کبھی اس کے اہل سے نہیں لیا۔ ان کی مثال یہ ہے جیسے کوئی دریا میں اس کشتی پر سوار ہو جس کا کوئی نا خدا (کشتی چلانے والا) نہ ہو۔ دریا بہتا ہو تو وہ بھی متحرک ہو جاتا ہے اور دریا ساکن ہو جائے تو وہ بھی ساکن۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جس پر شیطان کا تسلط ہے۔ ان کا کام اہل حق کی لڑائی و مخالفت کرنا ہے۔ اپنے دلی بعض و حسد کی بناء پر باطل کے ذریعے سے لوگوں کو حق سے ہٹانا ہے، مگر چھوڑو! یہ نہ دیکھو کہ کون دائیں جانب گیا اور کون بائیں جانب، اس لیے کہ جب چرواہا اپنی منتر بھڑوں کو مجتمع کرنا چاہتا ہے تو بہت آسانی سے یکجا کر لیتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ہمارے شیعوں اور موالیوں کے اندر اختلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ تو جب وصیت اور اولاد کے سوانہی معیار امانت ٹھہرا، تو پھر اب ریب و شک کی کیا گنجائش ہے جو فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرنے بیٹھے گا، وہ خود بہترین فیصلہ کرے گا۔ جو تم سے ہدایت طالب ہو اس کی بہترین ہدایت کرو۔ اشاعت اور طلب ریاست سے دور رہو یہ دونوں چسپاں

باعثِ ہلاکت ہیں۔

تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تم فارس جانا چاہتے ہو، جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا مصر جاؤ گے انشاء اللہ امن و سکون پاؤ گے۔ میرے موالی اور شیعوں میں سے جس پر تمہیں وثوق ہو اس کو میرا سلام پہنچا دینا، انہیں خونِ خدا اور امانت کا حکم دینا اور انہیں بتا دینا کہ ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنا درحقیقت ہم سے جنگ کے مترادف ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کے خط میں یہ پڑھا کہ قد دخل مصر انشاء اللہ 'امنا' تو میں سمجھ نہ سکا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

الغرض میں بغداد گیا، ارادہ تھا کہ وہاں سے فارس چلا جاؤں گا مگر اس کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی، اور مجھے مصر جانا پڑا۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۱۹۳)

• مختار الخراج میں بھی ابوالقاسم ہروی کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۹۱)

## ۱۲۔ حدیث من کنت مولاً کا مطلب

حسین بن طریف سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یعنی حدیث ”من کنت مولاً فعلی مولاً“ کا کیا مطلب ہے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جب ملاؤں میں فرقہ بندی اور گروہ بندی ہو تو حضرت علی علیہ السلام الہی گروہ کی علامت قرار پائیں۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۲۰۳)

## ۱۳۔ قرآنی آیت میں ولیجۃ سے مراد

سفیان بن محمد ضعیفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ”وَلَا يَخْذُ دَاوِدَ اَمِنْ دَوْلِ اللَّهِ وَلَا رَسُولُہِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَ لِيَجْءَ“ (سورہ قیہ آیت ۱۵)

میں ولیجۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز میں نے اپنے دل میں کہا، کاش یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہاں مؤمنین سے کون لوگ مراد ہیں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ولیجۃ ولی امر کائنات ہوتا ہے۔

## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد الحسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمدؑ کا دور رس شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعلیف میں اور محمد بن ہارون تلعکبری و حسین بن محمد بن خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب موکد التبیح والادعیاء میں شیخ نے تہذیب میں حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جھضمی نے کتاب الموالیہ میں اسی طرح خشاب نے اپنی کتاب الموالیہ میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب الموالیہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سمن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۳۲۰ میں ہوئی۔

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ربیع الاول سنہ ۳۲۰ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال تھا۔ آپ سمن رائے کے افد اپنے گھر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)  
دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۱ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیمار ہوئے اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔

(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی (مستدرک زبیر بن عقیل)

اے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے۔ میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت تنقیوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنائے تاکہ وہ باہر سے بھی اپنی اور اللہ کی اطاعت سے متشکک نہ ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب کے لوگوں کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوست ملد ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے حاضر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جس کا نام بتائیں اُس تک پہنچائیں۔ اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق! تم میرا یہ خط ملالی کو بھی پڑھ کر سنادو، وہ بھی ایک مرفقہ پر پہنچا کر اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنادو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک محمود ہے اور جب تمہارا ارادہ بعد از جانے کا ہو تو ہمارے موقوف وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنادینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنادینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اس کو اس کی نقل بھی دینا، یا جو اس کا شاہد کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھادینا، ان سے ہے

## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمد کا دورا شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعریف میں اور محمد بن ہارون تلکبری و حسین بن حمدان خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب موکد النبی والاصحاب میں شیخ نے تہذیب میں حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جعفی نے کتاب المواید میں اسی طرح خطاب نے اپنی کتاب مواید میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب المواید میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز جمعہ ۱۲ سن رے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۲ سن رے میں ہوئی۔  
(کتاب الدروس)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ربیع الاول سن ۳۲۰ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپ سن رے کے افد اپنے گھر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۱ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیمار ہوئے اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔  
(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی و معتبر ہے نہر سے شہید کیا۔

دیگر • بیون المعجرات میں احمد بن اسحاق بن مصقل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے احمد! اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا مجب لوگ شک و ریب میں مبتلا ہوں گے؟

میں نے عرض کیا کہ جب بذریعہ خط حضرت (امام قائم) کی اطلاع ملی تو اس وقت ہمارے مردوں، عورتوں اور بالغ الفہم لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو حق کا قائل نہ ہو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہ رہی پھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۲۵۹ سن رے میں اپنی والدہ کو حج کے لیے بھیجا اور انہیں بتا دیا کہ ۲۶۰ سن رے میں کیا ہونے والا ہے۔ پھر آپ نے اہم عظم و بزرگوں کے تبرکات اور سلاح وغیرہ سب حضرت امام قائم علیہ السلام کے سپرد فرمائے، اور آپ کی والدہ ماجدہ عمر روانہ ہو گئیں۔ آپ نے ماہ ربیع الآخر سن ۲۶۰ میں وفات پائی اور ستر سن رے میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت وفات آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ (بیون المعجرات)

## ② = اپنی والدہ گرامی کو اپنی موت کی اطلاع

محمد بن ابی زعفران نے

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن میرے فرزند ابو محمد نے مجھے بتایا کہ سن ۳۲۰ سن رے میں مجھ پر ایک مصیبت آئے گی جس سے کہ وہ میرا خاتمہ نہ کرے۔ اگر اس سے نکال گیا تو پھر سن ۳۲۰ سن رے میں تو یقینی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ یہ سن کہ میں نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

آپ نے فرمایا، گریہ و زاری نہ کریں، یہ امر الہی و قویا پذیر ہو کر رہنا۔ جب ماہ صفر کے بعد میں امام علیہ السلام نہ آئے تو وہ بھی مضطرب ہو گئیں۔ نہ کھڑے چین تھا نہ بیٹھے سکون۔ جیل کی آبادیوں میں جاتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ میرے فرزند کے متعلق کوئی اطلاع تو نہیں آئی۔

ان کا یہ سلسلہ امام علیہ السلام کی وفات کی اطلاع ملنے تک جاری رہا۔

## ③ = جوعفر بن علی نقی اور عہد امامت کی بے سودی

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام

میں بیمار ہوئے اور اسی سن میں اسی جیسے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ وفات پائی۔ وقت وفات آپ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور مہتر من رائے کے اندر اسی گھر میں دفن کیے گئے جس میں آپ کے پردہ بزرگوار مدفون ہیں۔

آپ نے اپنے بعد اپنے فرزند امام قائم المنتظر کو حکومت حق کے قیام کے لیے چھوڑا۔ امام قائم المنتظر کی ولادت اور ان کے معاملات کو پوشیدہ رکھا گیا اس لیے کہ زمانہ بہت سخت آگیا تھا۔ بادشاہ وقت کو آپ کی بڑی شدت سے تلاش تھی۔ وہ آپ کے معاملے کو معلوم کرنے کی شدید جدوجہد کر رہا تھا۔ کیونکہ مذہب شیعہ میں آپ کے متعلق بہت سی روایات مشہور تھیں اور وہ لوگ آپ کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لیے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور آپ کی وفات کے بعد یہ امر عوام سے پوشیدہ ہی رہا۔

پھر جعفر بن امام علی انتقی نے اپنے بھائی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے تمام تر کے پر قابض ہو گیا۔ ان کی ساری کینزوں کو محبوس کرنے کی اور ان کے حلال پر بندش لگانے کی سعی کی اور ان کے اصحاب پر جو ان کے فرزند (امام عصر) کے انتظار میں تھے اور ان کے وجود اور ان کی امامت کا قطعی یقین رکھتے تھے، طعن و تشنیع کی، ان کے خلاف قوم کو بھڑکایا، انہیں ڈرایا، دھمکایا اور اس کی پاداش میں انہیں قید و بند، تہدید و تحقیر، استغاثات و تذلیل، غرض ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے، مگر وہ لوگ اپنے اس اعتقاد سے باز نہ آئے اور بادشاہ وقت ان کو اس سے روکنے میں قطعی ناکام رہا۔

جعفر بن امام علی انتقی نے اپنے بھائی کے ظاہری تر کے پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی کوشش کی کہ ان کی جگہ اب امام مجھے تسلیم کر لیا جائے، مگر اس کی امامت کسی نے قبول نہ کی۔ جب اس کی امامت کا کوئی معتقد نہ ہو سکا تو مجبوراً سلطان وقت کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ میرے بھائی کے بعد آپ مجھے ان کا عہدہ امامت سپرد کر دیں۔

اس کام کے لیے بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں، جن لوگوں کے لیے گمان ہوا کہ یہ سلطان کے مقربین میں سے ہیں انہیں بھوار کرنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جعفر بن امام علی انتقی کے متعلق اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن کی تفصیل یہ کتاب برداشت نہ کر سکے گی، اس لیے چھوڑتا ہوں۔ وہ روایات امامیہ اور عامہ میں سے ان میں جنہیں تاریخ سے چھپی ہے بہت مشہور ہیں۔

(الارشاد شیخ مفید ج ۲ ص ۲۲۵)

## ۴ = امام عصر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی

ابوالادیان سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا خدمت گار تھا۔ آپ کے خطوط شہروں میں لیجایا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ کی اس بیماری کے عالم میں جس کے اندر آپ نے انتقال فرمایا، میں حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے کئی خطوط تحریر فرما کر میرے سپرد کیے اور فرمایا، انہیں مرائن لیجاؤ تم یہاں سے پندرہ دن غائب رہو گے، مگر جب پندرہویں دن یہاں والہیں آؤ گے تو سونگے کمرے گھر سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہے اور میں تختہ غسل پر ہوں۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آقا! اگر ایسا ہوا، تو پھر آپ کے بعد (امام) کون ہوگا؟

آپ نے فرمایا، وہ ہوگا جو میرے ان خطوط کا جواب تم سے طلب کرے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ امام ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ مزید وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ شخص امام ہوگا جو بتائے گا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہے؟ اس کے بعد آپ کی ہیبت و رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہو گی؟ میں تمام خطوط لیکر مرائن پہنچا، وہاں سے ان خطوط کے جوابات لیکر پندرہویں دن مہتر من رائے واپس آیا، تو وہی دیکھا جو آپ نے فرمایا تھا۔ یعنی آپ کے گھر سے گریہ و زاری کہے آوازیں بلند تھیں۔ اور آپ کے بھائی جعفر گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور شیعہ آپ کے گزروں میں تعزیت کے لیے جمع تھے۔

جب ہم سب گھر کے اندر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے میت کو کفن پہنا یا جا چکا ہے۔ جعفر آگے بڑھے کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ جیسے وہ انہوں نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، ویسے ہی اندر سے ایک کمسن صاحبزادہ برآمد ہوئے (جن کا رنگ گندمی اور رنگ گھوملے مال، کھڑکی نماکات تھے، انہوں نے اگر جعفر بن امام علی انتقی کا واسطہ پڑا تو ان سے کہا کہ میں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔)

متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ہاں! ابوالہاشمؑ اللہ تعالیٰ نے ابو جعفر کے متعلق نیا حکم جاری فرمادیا اور آپ کے بے ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو عہدہ امامت سپرد کرنے کا حکم دیا بالکل اسی طرح جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کے لیے امام ہوئے کے متعلق نیا حکم جاری کر دیا تھا، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تمہارا دل کہہ رہا ہے، خواہ اہل باطل اس کو کتنا ہی کریں۔ مگر اب میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند ابو محمدؑ (حسن عسکری) ہے اس پاس ہر وہ چیز ہے جس کی امت مسلمہ کو ضرورت ہے اور الحمد للہ کہ اس کے پاس امت کا

(غیبہ طوسی ص ۱۲)

کتاب ارشاد میں بھی ابوالہاشم جعفری سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(الارشاد ص ۳۱)

## ④ = نص آخر :

محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام ابو الحسن علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے بعد میں بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں ہوا اس وقت وہاں حضرت ابو محمدؑ (امام حسن عسکری) علیہ السلام بھی تھے میں نے آپ کو روئے ہیں جب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں نیابت عطا فرمائی ہے اس لیے تم اس کا شکر ادا کرو۔

(اعلام الوری کافی جلد ۳ ص ۳۲۳ الارشاد ص ۳۱۶)

## ⑧ = نص آخر :

احمد بن محمد بن رجا صاحب ترک کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن (امام علی النقی علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا۔

(غیبہ طوسی ص ۱۲)

## ⑨ = نص آخر :

احمد بن عیسیٰ علوی جو علی بن جعفر کی اولاد میں تھے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام صریا میں حضرت امام ابو الحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا اتنے میں دیکھا کہ وہاں (آپ کے فرزند ابو جعفر اور ابو محمدؑ بھی آگئے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا تا کہ ابو جعفر کو سلام کروں۔

حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمہارے امام ہیں، امام محمدؑ انہیں سلام نہ کرنا، تمہارے امام تو (حضرت امام ابو محمد حسن عسکری) علیہ السلام ہیں۔ (ابن کو سلام کرو)۔ (غیبہ طوسی ص ۱۲)

## ⑩ = نص آخر :

شاہوید بن عبد اللہ حنابل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام سے ان کے فرزند ابو جعفر کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں کہ جن سے گمان ہونے لگا کہ آپ کے بعد یہ امام ہوں گے۔ مگر جب ابو جعفر کا انتقال ہو گیا تو مجھے بڑا قلق ہوا۔ مجھے بڑی حیرانی تھی اور میں بڑے پس و پیش میں تھا کہ اس کے متعلق آپ کو خط لکھ کر دریافت کروں، یا نہ کروں۔ سجد میں نہیں آتا تھا کہ آئندہ کیا ہوگا۔

بالآخر میں نے آپ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ حکومت وقت کی طرف سے میں اپنے غلاموں کے متعلق بڑا متفکر ہوں میری یہ فکر اور پریشانی دور ہو جائے۔

آپ نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے دعا کر دی ہے، تمہارے سلام تمہیں واپس مل جائیں گے۔ اس کے بعد خط کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ تمہارا ارادہ تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ ابو جعفر کا تو انتقال ہو گیا، اب آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

اس کی تمہیں بڑی فکر ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہدایت کرنے کے بعد گمراہ نہیں ہونے دیتا، اُن پر راہ نجات کو واضح کر دیتا ہے۔ سو! میرے بعد تم لوگوں کے امام میرے فرزند ابو محمدؑ ہوں گے۔ اُن کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اس امت مسلمہ کو ضرورت ہوگی اللہ جسے چاہتا ہے آگے بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:

”ہم جن آیت کو بھی منسوخ کرتے یا محو کرتے ہیں، اس سے بہتر یا اسی کے مثل دوسری آیت لائیں گی جو صاحبان عقل و ہوش کے لیے کافی اور واضح ہوتی ہے۔“ (غیبہ طوسی ص ۱۲)

ابن قولیہ نے کلینی سے انہوں نے علی بن محمد سے اور انہوں نے اسحاق سے اس کے مثل روایت کی ہے۔

(کافی جلد ۳ ص ۳۲۳ الارشاد ص ۳۱۶)

(اعلام الوری ص ۲۵۱)

## ⑪ = نص آخر :

یحییٰ بن یسار قبری سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام نے اپنی وفات سے چار ماہ قبل اپنے فرزند حضرت

میرے دل میں یہ آیت آتی ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو کچھ  
تمہارے دل میں آیا وہ صحیح ہے۔ ”أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ  
الْعَالَمِينَ“

میں نے عرض کیا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اس کی مخلوق میں۔“  
(مختار الخواج ص ۲۳۹)

## (۱۷) = (آیت) يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ كَيْ تَعْلَمَ مَا فِي الصُّمْرِ

ابو ہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے آیت...  
”يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُنْثِتْ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ“ (سورۃ الرعد آیت ۳۹)  
ترجمہ: (اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے)  
اور اُمی کے پاس اُم الکتاب ہے۔)

کی تفسیر لوجھی اور کہا: اللہ اپنی کتاب سے اسی چیز کا نام تو مٹاتا ہے جو ہو چکی اور اسی سے  
کا نام ثابت رکھتا ہے جو ابھی نہیں ہوئی ہے؟  
یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام بن حکم اس قول کے خلاف ہے، کہ  
جب تک کوئی شے پیدا نہ ہو جائے، وہ اس کا علم نہیں رکھتا۔

میرے دل میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اللہ  
جبار و حکم و عالم ہے، وہ چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے۔  
یہ سن کر میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں۔ (آپ کو یہ)  
دل کی بات کا علم ہو گیا۔ (مختار الخواج ص ۲۳۹)

## (۱۸) = قرآن مجید مخلوق ہے (علم مافی الضمیر)

ابو ہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں سوچ رہا تھا کہ معلوم نہیں قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟  
آپ نے فرمایا: اے ابو ہاشم! سنو، خدا خالق ہے اور اس کے سوا جتنی  
چیزیں ہیں وہ سب مخلوق ہیں۔

(مناب جلد ۴ ص ۲۳۶)

## آپ کے خطوط

### (۱۹) = اہل قم و اہل آباء کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

نے اہل قم اور اہل آباء کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت کرم و احسان  
ہے کہ اُمس نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر و تدبیر بنا کر بھیجا اور تم لوگوں کو ان  
کے قبول کرنے کی توفیق اور ان سے ہدایت حاصل کرنے کا شرف دیا، اور تمہارے گزشتہ وجود  
اسلاف رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی طویل عمر میں اللہ کی اطاعت میں بسر کی۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ  
نے عزتِ طاہرہ ہادیہ کی محبت کی شجر کاری کی اور اسی راہِ صدق و صواب پر چلتے ہوئے ان میں  
بہت سے راہی قدم ہوئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں فائز المرام لوگ پہنچتے ہیں اور وہاں  
انہیں ان کے نیک اعمال کا پھل ملا۔

اس کے بعد مسلسل ہم لوگوں کے ارادے مستحکم ہوتے گئے۔ ہمارے دلوں کو تم لوگوں  
نیک خیالات سے سکون ملتا رہا نیز ہمارے اور تمہارے درمیان ملی اور تھپی ہوئی قربتیں قوی ہوئیں  
گئیں اس لیے کہ ہمارے اور تمہارے اسلاف و بزرگ اس کی وصیت اور اس کی ہدایت کے  
گئے تھے۔ چنانچہ یہ اعتقاد مسلسل پختہ اور کامل ہوتا گیا۔ اور آج جو اللہ نے ہمارے درمیان یہ قرب  
بہر دی اور مواصلات پیدا کی ہے یہ اُمس کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ عالم (حضرت امام حنفی علیہ السلام)  
کا ارشاد ہے: ”ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی باکل و بیامی ہوتا ہے جیسے ایک مال مال مال  
میں دوسرے بھائی پیدا ہوتے ہیں۔“ (مناب الی طالب جلد ۴ ص ۲۳۵)

### (۲۰) = علی بن حسین بن بابویہ قمی کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

نے علی ابن حسین بن بابویہ قمی کو یہ خط تحریر فرمایا:  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ  
صاحبانِ نقوی کا ہے جنتِ محمدین کے لیے ہے۔ جہنمِ ملحدین کے لیے ہے۔ اور  
اگر کسی پرستار میں زیادتی نہ ہوگی رہیں ہے کوئی اللہ سے اس سے کہیں دور نہیں ہے۔ اور  
بہترین مخلوق محمد اور ان کی عزت و شرف۔

تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور عہد فرج و کشادگی کا انتظار کرو۔ اور اب جب تک میرا فرزند ظہور نہ کرے گا، جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس وقت تک ہمارے شیعوں مسلسل محزون رہیں گے۔

لہذا میرے شیخ ہاے ابوالحسن علی ہمدانی کے ہمارے تمام شیعوں کو صبر کی ہدایت کر دو، اس لیے کہ یہ زمین خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنائے اور نیک انجام متقی اور پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر میری طرف سے اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں اور درود ہو محمد اور ان کی آل پر۔

(منابع ۲۲۶-۲۲۵)

## (۲۱) = قاسم بن علاء کے نام

علی بن محمد بن قتیبہ نے احمد بن ابراہیم مرانی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خادم قاسم بن علاء کے پاس آیا جس میں ابن ہلالی پر لعن مرقوم تھا۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ نے عراق کے اندر اپنے دیکھوں کو تحسیر فرمایا کہ اس بناؤں اور مصنوعی صوفی سے بچ کر رہنا۔

اور احمد بن ہلال کا حال یہ تھا کہ وہ چونکہ چکر چکا تھا جن میں سے میں نے ج اس نے پایادہ کیے تھے عراقی راویان حدیث بھی اس سے ملاقات کرتے اور اس کی بیان کردہ حدیث کو کلمہ لیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق جب مندرجہ بالا تحسیر پہنچی تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور قاسم بن علاء پر زور ڈالا کہ ابن ہلال کے متعلق امام سے پھر رجوع کریں۔

انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں تحسیر فرمایا کہ اس مصنوعی صوفی ابن ہلال کے متعلق ہے۔ حکم تم کو پہنچا چکا ہے، میں اس کو پہلے ہی سے جانتا ہوں، اللہ نے اس پر رحم کرے گا اور نہ اس کے گناہوں کو معاف کرے گا، نہ اس کو عذاب سے بچائی دے گا۔ وہ ہماری اجازت اور مرضی کے بغیر ہمارے معاملات میں دخل ہوتا اور اپنی رائے چلاتا ہے۔ ہم نے اس پر صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری بددعا سے اللہ نے اس کی عمر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور اللہ اس پر رحم نہ کرے، میں نے تو اس کی زندگی میں ہی اپنے دوستداروں کے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ بات وہ ہمارے مخلص دوستداروں کے

کو بھی بتا دیں، اور ہم ابن ہلال سے (اللہ اس پر رحم نہ کرے) اللہ کی بارگاہ میں اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو بات میں نے تم کو اس فاجر (ابن ہلال) کے متعلق بتائی ہے وہ تم اسحاق اور اس کے اہل خاندان کو بھی بتا دو۔ بلکہ ہر اس شخص کو بتا دو جو تم سے ابن ہلال کے متعلق دریافت کرے خواہ وہ اس کے اہل شہر ہوں خواہ باہر کے۔ نیز ان لوگوں کو بھی جنہیں تم مطلع کرنے کا اہل سمجھو نیز ہمارے دوستداروں کو ان لوگوں کی باتوں پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں جن کے متعلق انھیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے نزدیک مؤثق ہیں۔ ہم اپنے اسرار ان کو قائلین کرتے ہیں اور وہ اسرار ہمارے دوستداروں تک پہنچاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بتائیں گے۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ اس کے باوجود ایک گروہ امام علیہ السلام کی تحسیر سے انکار پر اڑا رہا اور انہوں نے خود اس کے متعلق آپ سے رجوع کیا۔

آپ نے تحسیر فرمایا: اس شخص کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کے دل کو اللہ ہدایت کے بعد گمراہ ہونے کے لیے نہیں چھوڑتا اور اسے نعمت ہمیشہ کے لیے دیتا ہے عارضی طور پر نہیں دیتا۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ دہقان (اللہ اس پر لعنت کرے) کا باوجود خدمت اور طویل صحبت کیا انجم ہوا۔ اس کے کلمات کی وجہ سے اللہ نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا اس کو مزید مہلت نہ دی اور امتلائے عذاب کیا۔ (رجال کشی ص ۲۲۹)

## (۲۲) = اسحاق بن اسماعیل کے نام ایک طویل خط

نیشاپور کے بعض ثقات نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل کے نام حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا جس میں تحسیر تھا کہ اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دونوں کو اپنے دامن رحمت کے زیر سایہ رکھے اور اپنی قدرت سے تمہارے جمیع امور میں تمہاری مدد کرے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے تمہارا خط کا شفعہ بامافیہ ہوا۔ واضح ہو کہ ہم لوگ بحمد اللہ اس کے کرم سے اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنے دوستداروں پر بہت مہربان ہیں اور جب سنتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل و کرم مسلسل ہو رہا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جو نعمتیں اللہ انھیں دیتا ہے ان کو شمار کرتے رہتے ہیں۔

تم لوگ اور وہ لوگ جو تمہارے جیسے ہیں جن پر اللہ نے رحم کیلئے تمہاری جیسی بصیرت رکھتے ہیں باطل سے کنارہ کش ہیں نافرمانی اور سرکشی میں اندھے نہیں ہو رہے ہیں، ان پر درحقیقت اللہ نے نعمت تمام کر دی ہے اس لیے کہ تمام نعمت جنت میں داخل ہوتا ہے اور ہر نعمت خواہ وہ بڑی یا

صدق وصلاح ودرع، تقویٰ و نیکی میں بہت مشہور تھا جس کو لوگ بوقر بوشنجان کے نام سے یاد کرتے تھے۔ بوشنجان ہرات کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ الغرض ارادہ ہوا کہ اس ملاقات کروں تاکہ عہد محبت تازہ ہو جائے۔

میں اس کے پاس پہنچا تو وہاں فضل بن شاذان کا ذکر آیا، تو بوقر نے بتایا کہ فضل بن شاذان پیٹ کے شدید مرض میں مبتلا تھا شب میں قضا کے حاجت کے لیے سوڑیٹھ مرتبہ اٹھتا تھا۔

بوقر نے یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو محمد بن عیسیٰ عبیدی سے بھی جا کر دیکھا کہ ساری کیفیت جسے میں دیکھ گیا تھا دور ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا، اب کیا خبر ہے؟ انھوں نے بتایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام قید سے رہا ہو گئے۔

بوقر کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے سرمن رائے آیا، میرے پاس روز و شب کے اعمال کی ایک کتاب تھی، میں اسے لے کر حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، میں آپ پر فدا ذرا اسی کتاب پر نظر فرمائیں۔

آپ نے اس کتاب کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک ورق دیکھا، اور فرمایا، یہ مناسب ہے کہ اس کے مطابق اعمال بجالائے جائیں۔

میں نے عرض کیا، مولانا فضل بن شاذان شدید بیمار ہے لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ کہتا تھا کہ ابراہیم کے وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سے بہتر تھی۔ اس آپ نے اس کے لیے بدعا کر دی، یہ اسی بدعا کا اثر ہے، حالانکہ میں آپ پر قربان، یہ بات اس نے ہرگز نہیں کہی۔ یہ اس پر لوگ جھوٹ اور اتہام لگاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، ہاں، واقعاً جھوٹ و اتہام لگاتے ہیں۔ اللہ فضل پر رحم کرے۔

بوقر کا بیان ہے کہ میں وہاں سے واپس ہوا تو معلوم کہ فضل ان ہی دنوں میں جی دنوں میں آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ فضل پر رحم کرے۔ (رجال کشف ۱۵۱)

دیگر۔ سیف بن لیث سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ جب میں مصر سے جلاوطن ہوا تو ایک لڑکے کو علیل چھوڑ چلا تھا۔ میرا ایک اور لڑکا جو سن میں اس بیمار لڑکے سے بڑا تھا، میرا وہ اور میرے اہل و عیال و جائیداد کا نگراں تھا، صحت مند اور تندرست تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا، اپنے بیمار لڑکے کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تمہارا چھوٹا لڑکا اچھا ہو گیا، مگر بڑا لڑکا مر گیا جو تمہارا

وحی اور تمہارے نگہ کار نگراں تھا۔ اس پر جزع فرزع نہ کرنا، صبر و ضبط سے کام لینا اور نہ تمہارا ثواب جبط ہو جائے گا۔

پھر میرے گھر سے خط آیا کہ تمہارا چھوٹا لڑکا بیماری سے صحتیاب ہو گیا، مگر بڑا لڑکا اس دن مرا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط تحریر فرمایا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

مناقب میں بھی سیف کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ۲ صفحہ ۲۲۳) (کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

دیگر۔ دلائل حمیری میں محمد بن حسنہ سروری سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہاشم داؤد بن قاسم کے ہاتھ جس سے میرا بھائی چارہ تھا، ایک خط حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کی خدمت میں روانہ کیا، اور اس میں التجا کی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ مجھے پھر سے غنی کر دے میں مفلس ہو گیا ہوں۔ (تاکہ میرے حالات بہتر ہو جائیں)

آپ نے اسی کے ہاتھ میرے خط کا جواب روانہ فرمایا کہ لے! اللہ نے تجھے پھر غنی کر دیا، تیرا چچا زاد بھائی یحییٰ بن حمزہ نے وفات پائی اور ایک لاکھ درہم چھوڑ گیا۔ یہ رقم غریب تیرے پاس پہنچنے والی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر، اب فضول خرچی چھوڑ، اعتدال سے خرچ کر اس کے بعد حرکان سے ایک شخص ایک لاکھ درہم کی ہنڈی لے کر آیا، اور اس سے معلوم ہوا کہ میرا چچا زاد بھائی اس روز مرا جس روز ابو ہاشم میرے مولا سے میرے خط کا جواب لے کر واپس ہوا تھا۔ بہر حال جیسا کہ مولا نے فرمایا تھا، میرا فقر دور ہوا اور میں پھر غنی ہو گیا۔ اس میں سے میں حق اللہ تم نکال دیا، کچھ اپنے بھائیوں کی مدد کی پھر باقی روک لیا۔ جیسا کہ مولا کا حکم تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے میں بڑا فضول خرچ تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

دیگر۔ حجاج بن سفیان عبیدی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں اپنے لڑکے کو لبصرہ میں علیل چھوڑ کر آیا تھا، اس لیے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور آپ سے طلب دعا بھی ہوا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اگر تمہارا لڑکا مومن تھا تو اللہ اس پر رحم کرے۔ حجاج کا بیان ہے کہ اس کے بعد لبصرہ سے خط آیا کہ میرا لڑکا اسی روز مرا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا تھا۔ اور واقعاً میرا لڑکا شیعوں میں اختلاف کی بنا پر آپ کی امامت میں شک کرنے لگا تھا۔ (مختار الخراج صفحہ ۲۱۵)

کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے حجاج کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۰۲)

چھپانا۔ ہاں جو لوگ تمہارے مخالفین میں سے ہیں ان کو دکھانے کی ضرورت نہیں، ان سورتوں کو خنازیر کے پیروں تلے نہ بکھیر دینا ان میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

میں نے تمہارے اس خط میں وصولیابی بھی لکھ دی ہے اور تمہارے لیے اور جس کے لیے تم نے دعا کی درخواست کی تھی اس کے لیے دعا بھی کر دی ہے۔ ہم نے سید کو اس کے مسائل کے جوابات بھی دیے ہیں، مگر حق کو چھوڑنے کے بعد سولے گمراہی کے اور کیا رو جاتا ہے۔ تم اپنے شہر سے اس وقت تک ہرگز باہر نہ جانا جب تک کہ عمری سے ملاقات نہ کرو تا کہ تم دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف ہو جائے۔ وہ ایک طاہر امین اور پاکدامن شخص ہیں جو ہمارے مقرب ہیں۔ اطراف و جوانب سے جو تدریجی خبریں ہمارے لیے آئیں وہ بلاخر ان تک پہنچنا چاہیے، تاکہ وہ ہم تک پہنچا دیں اور اللہ کی بہت بہت حمد۔

اے اسحاق! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت کے دامن میں چھپائے رکھے۔ تمہارے تمام امور میں اپنی قدرت سے تمہاری مدد کرے۔ تم پر اور میرے تمام دوستداروں پر حیرا سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔ اور درود و سلام ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔  
( رجال کشی ص ۲۸۵-۲۸۱ )

## ۲۳ = سادات کا احترام ضروری ہے

تاریخِ قم " میں تحریر کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے قم کے بزرگوں سے سنا ہے کہ حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام قم میں رہتے تھے اور علانیہ شراب نوشی کرتے تھے۔ ایک دن وہ کسی کام کے لیے احمد بن اسحاق وزیر اوقاف قم کے دروازے پر پہنچے لیکن انہیں ملاقات کی اجازت نہیں ملی، محزون و مغموم اپنے گھر واپس آئے۔

اس کے بعد احمد بن اسحاق حج کے ارادے سے نکلے، جب سرمن رائے پہنچے تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ احمد بن اسحاق دیر تک وہیں کھڑے رہے اور گڑا گڑا کرتے رہے۔ بالآخر آپ نے انہیں اجازت دیدی۔

جب اند داغل ہوئے تو عرض کیا، 'فرزند رسول! میں تو آپ کے شیعوں اور دوستداروں میں سے ہوں، آپ نے مجھے حاضر خدمت ہونے سے کیوں منع فرمایا تھا؟

آپ نے فرمایا، 'اس لیے کہ تم نے میرے ابن عم کو اپنے دروازے سے بھگایا تھا۔ یہ سن کر احمد بن اسحاق روئے لگے اور حلف کے ساتھ کہا کہ میں نے تو صرف اس لیے

داخلے کی اجازت نہیں دی تھی تاکہ وہ شراب نوشی سے توبہ کر لیں۔

آپ نے فرمایا، 'تم سچ کہتے ہو مگر تم پر لازم ہے کہ ان لوگوں کا اکرام و احترام کرو، ان کی تحقیر و توہین نہ کرو، اس لیے کہ یہ سب ہماری طرف منسوب ہیں، ورنہ تم خائب و خاسر رہو گے۔

الغرض جب احمد بن اسحاق حج سے قم واپس آئے تو اشرافِ قم ان سے ملنے کے لیے آئے اور ان کے ساتھ حسین بن حسن بھی تھے۔ جب احمد نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کر ان کی طرف دوڑے، ان کا استقبال کیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ انہیں صدر مجلس میں بٹھایا حسین بن حسن کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور اس کا سبب پوچھا۔

احمد نے حقارت امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا تھا وہ بیان کر دیا۔

حسین بن حسن نے جب یہ سنا، تو اپنے افعالِ قبیحہ پر بہت نادم ہوئے، اس سے توبہ کر لی، اپنے گھر واپس آئے، جتنی شراہیں تھیں سب بھینک دیں۔ اس کے سارے برتن توڑ دیے اور صاحبانِ تقویٰ و پرہیزگاری اور صلحاء و عباد کی صفوں میں شمار ہونے لگے۔ انہوں نے مسجد اختیار کر لی، اعتکاف میں بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت فاطمہ (موصوۃ قم) کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔  
( تاریخ قم )



## ⑥ - حکم تقیت

محمد بن عبدالعزیز بنی کابیان ہے کہ میں ایک دن صبح کو کھانا اور چاکر شائع غنم پر بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوبار عام میں جانے کے لیے اپنے گھر سے کتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں باوازی بلند پکار پکار کر یہ کہوں کہ لوگو! یہ حجت خدا ہیں انھیں پہچانو۔ تو کیا یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے؟  
مگر جب آپ میرے قریب آئے تو آپ نے اپنے گلہ کی انگلی اپنے لبوں پر رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

پھر میں نے شب کے وقت آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس وقت دو ہی صورتیں تھیں، یا اپنے اعتقاد کو چھپائے رکھنا یا قتل ہو جانا۔ لہذا اللہ سے دروآئی جان بچاؤ۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۲)

• مختار الخراج میں بھی محمد بن عبدالعزیز کی یہ روایت مرقوم ہے (مختار الخراج ص ۲۱۵)

## ⑧ - جائز نفع؟ (مسئلہ خرید و فروخت)

ابو ہاشم کابیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حجاج بن سفیان عہدی کو اپنے ساتھ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری م خدمت میں لے گیا۔ اُس نے آپ سے خرید و فروخت کے مسائل دریافت کئے اور کہا جب میں لوگوں کے ہاتھ کوئی شے فروخت کرتا ہوں تو کبھی بھی قیمت اتنی گھٹا دیتا ہوں کہ اصل قیمت کے برابر ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں، اگر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی فروخت کیے جانے تب بھی صحیح ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا، پھر یہ تو سود خوردوں کے مشابہ ہو گیا۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی ہی تھی کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، وہ حرام نفع اور ہے جو تمہارے ذہن میں ہے۔ اگر نفع حد سے زیادہ ہو اور اسے گھٹا کر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی دی جائے تو حرج نہیں ہے۔  
(مختار الخراج ص ۱۳۹)

## ⑨ = تعویذ برائے نوبی بخار

حسن بن علی بن علی سے روایت ہے۔ اسی کابیان ہے کہ دو مسئلے میرے دل پر تھے

خلجیان برپا کیے ہوئے تھے۔ ارادہ ہوا کہ بزرگوں خط اس کے متعلق حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے معلوم کروں۔ لہذا میں نے خط لکھا اور آپ سے دریافت کیا۔ یہ فرمایا کہ جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو وہ اجلاس کہاں کریں گے اور مقامات کے فیصلوں کی بنیاد کس پر رکھیں گے؟

اور یہ بھی ارادہ تھا کہ باری کے ساتھ ہر چوتھے روز کے بخار کے لیے کوئی تعویذ آپ سے مانگوں گا مگر اس بخار کے متعلق میں اپنے خط میں لکھنا بھول گیا۔ اور خط روانہ کر دیا۔

وہاں سے جواب آیا کہ تم نے حضرت قائم آل محمدؑ کے متعلق دریافت کیا ہے۔ تو وہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم کی بنیاد کریں گے۔ طریق سے دلیل و گواہ نہیں طلب کریں گے۔

نیز تمہارا ارادہ یہ تھا کہ جو چھتیا بخار کے لیے کوئی تعویذ مانگو۔ مگر تم لکھنا بھول گئے خیر کوئی بات نہیں جس کو جو چھتیا بخار آ رہا ہو اس کے گلے میں ایک پرچہ پر یہ آیت لکھ کر لٹکا دو۔  
”یا تَاوْهُوْیَ تَبْرَدُ اَوْ سَلَا مَا عَلٰی اِبْرٰهٰیْمَ“

میں نے یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر مریض کے گلے میں لٹکا دی اور وہ اچھا ہو گیا۔  
(مناقب جلد ۴ ص ۳۳۱، مختار الخراج)

• اعلام الوری۔ ارشاد اور کافی میں حسن بن علی بن علی کی یہ روایت مرقوم ہے۔  
(اعلام الوری ص ۳۵، ارشاد ص ۲۷۳، کافی جلد ۱ ص ۵۰)

## ⑩ = تم لوگ بہت کرو دن کیلئے کافی

علی بن حسین بن فضل سے روایت ہے کہ اُن کابیان ہے کہ آل جعفر طیار میں سے ایک جعفری پر ایک خلق کثیر نے یلغار کر دی۔ اُس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا۔

آپ نے جواب میں تحریر کیا انشاء اللہ تم لوگ اُن کے لیے کافی ہو فکر نہ کرو۔ مخالف جمع بیس ہزار سے زیادہ تھا۔ یہ لوگ ایک ہزار سے بھی کم تھے بہت کر کے مقابلے پر نکلے اور سب کا استیصال کر دیا۔

## ⑪ = لوگوں کے تین طبقے ہیں

قاسم ہروی سے روایت ہے۔ اسی کابیان ہے کہ کئی ایک شخص میرے

چنانچہ جعفر اپنا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور اُن صاحبزادے نے آگے کوٹھ  
ہو کر نماز جنازہ پڑھائی، اور آپ کے پدر بزرگوار کے سپرد میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

تدفین سے فارغ ہونے کے بعد ان صاحبزادے نے فرمایا اے بھری! میرے والدین  
کے خطوط کے جوابات جو تمہارے پاس ہیں مجھے دکھاؤ۔

میں نے وہ اُن کے حوالے کیے اور دل میں کہا، یہ دو باتیں تو ہو گئیں، اب صرف یہ بیان  
تھیلی کی بات رہ گئی۔

اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر جعفر کے پاس آیا۔ وہ لمبی لمبی آہیں بھر رہے تھے۔

صاحبزادے نے ان سے پوچھا، خواب مالی! یہ صاحبزادے کون تھے؟ جنہوں نے  
نماز جنازہ میں امامت فرمائی؟

جعفر نے جواب دیا، واللہ! نہ میں نے اُن کو کسی دیکھا تھا اور نہ انہیں پہچانتا ہوں  
ابھی ہم لوگ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ تم سے کچھ لوگ آئے اُنہوں نے حضرت ابو جعفر

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خبر بیت دریافت کی۔ انہیں بتایا گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے  
اُنہوں نے پوچھا، پھر آپ کے بعد (امام) کون ہے؟

لوگوں نے جعفر بن علی انصاری کی طرف اشارہ کیا۔  
اُن لوگوں نے انہیں سلام کیا، اور رسم تعزیت ادا کی اور کہا، ہمارے پاس کچھ

اور رقم ہے، آپ بتائیں کہ یہ کن کے خطوط ہیں اور کتنی رقم ہیں؟  
یہ سن کر وہ دامن سمیٹے ہوئے اُٹھے اور بولے، اب لوگ چاہتے ہیں کہ میں انہیں

غیب کی بھی باتیں بتاؤں۔  
اتنے میں ایک خادم اندر سے برآمد ہوا اور بولا، تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے

خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں جن میں سے دس دیناروں کے نقوش  
ہوئے ہیں۔

اُنہوں نے وہ خطوط اور رقم خادم کے حوالہ کی اور کہا میں نے تجھے اس کے لیے بھیجا ہے  
واقعاً وہی امام عصر ہے۔

اس کے بعد جعفر بن امام علی انصاری، معتد کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔  
معتد نے فوراً اپنے خدام روانہ کیے، اُنہوں نے اگر صقیل کینز کو گرفتار کیا اور اس کے

اُن صاحبزادے کا مطالعہ کیا۔  
صقیل نے انکار کیا، اور کہا کہ میرے پاس کوئی صاحبزادہ نہیں ہے ابھی تو میں حاملہ ہوں۔

چنانچہ صقیل کو ابن ابی شوارب کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اسی اثناء میں ابن  
عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی موت کا حادثہ پیش آگیا۔ ادھر بصرہ سے صاحب زنج نے خروج کیا  
اس پر ریشائی میں وہ لوگ صقیل کینز سے غافل ہو گئے۔ اور خدائے رب العالمین لا شریک الا لہ  
کروہ ان لوگوں کی قید سے نکل بھاگی۔ (کمال الدین ص ۱۵۲-۱۵۰)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مضمون کی چند روایات  
حضرت امام قائمؑ سے ملاقات کرنے والوں کے باب میں بھی تحریر کی ہیں، جو  
انشار اللہ دوسری جلدوں میں ہدیہ ناظرین کی جائیں گی۔

(۵) = آپ کی وفات پر حکومت وقت کا رد عمل احمد بن عبید اللہ کا بیان ہے

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بیمار ہوئے تو میرے والد کے پاس آدمی آیا کہ ابن رضا یعنی امام حسن عسکری (علیہ السلام) بیمار ہیں

والد سوار ہو کر فوراً دار الخلافہ پہنچے اور وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے، ان کے ساتھ  
امیر المومنین کے خاص اور باوثوق پانچ خدام تھے جن میں ایک خبر بھی تھا، آتے ہی میرے والد نے

حکم دیا کہ یہ سب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان پر رہیں اور ان کی دیکھ بھال کرتے  
رہیں۔ پھر چند اطباء کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اگر صبح وشام انہیں دیکھتے رہیں۔

دو دن گذر جانے کے بعد ایک شخص نے اگر خبر دی کہ آپ پر ضعف طاری ہے  
صبح ہوتے ہی میرے والد آپ کے گھر پہنچے، اطباء کو حکم دیا کہ مسلسل یہاں رہیں۔ قاضی القضاۃ

کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بلا کہ کہا کہ اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص ایسے جن کے لئے جن کے  
دین و امانت و زہد و تقویٰ پر اُسے کامل بھروسہ ہو۔

پھر اُن دس آدمیوں کو بھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر بھیج دیا اور انہیں  
حکم دیا کہ وہ دن رات وہیں موجود رہیں۔

چنانچہ یہ تمام لوگ مسلسل وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۶ صفر میں ماہ ربیع الاول کے  
چند دن گذرنے کے بعد آپ نے وفات پائی، سارے متر من رائے میں ایک گہرام کھدایا گیا کہ انہیں

ابن رضا نے انتقال فرمایا۔  
ادھر سلطان (حاکم) نے فوراً چند آدمی بھیجے کہ جا کر آپ کے مکان اور گھر

کی تلاشی لو اور جو چیز بھی ہے اس کو سر جبر کر دو، اور اُن کے فرزند کو تلاش کرو۔  
عورتیں آئیں۔ اُنہوں نے اندر جا کر آپ کی کینزوں کو دیکھا کہ ان میں کوئی حاملہ عورت

# ① = اپنے کام سے کام رکھو

کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے مولا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلایا، ایک لمبی گول لکڑی دی جیسے دروازے کی چوکت ہو۔ پھر فرمایا، اے یجاو، عمری کو دے آؤ۔ میں لبیک چلا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ میرے سامنے ایک سقاء اپنے خیر کے ساتھ آگیا۔ خیر چھپر چڑھا آ رہا تھا۔ سقے نے آواز دی کہ خیر سے بچو۔ میں نے وہی لکڑی جو میرے پاس تھی اٹھائی اور خیر کو مار دیا وہ لکڑی پھٹ گئی۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس لکڑی میں کچھ سریر تھیں۔ میں نے جلدی جلدی لکڑی کو اپنے دامن میں بیٹھا اور وہ سقاء پکار پکار کر مجھے اور میرے مالک کو گالیاں دیتا رہا۔ جب میں یہ سب سمیٹے ہوئے آپ کے گھر پہنچا تو عیسیٰ خادم مجھے دوسرے دروازے پر بلا اور بولا۔ آؤ کہتے ہیں کہ تم نے خیر کو کیوں مارا جس سے لکڑی ٹوٹ گئی؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس لکڑی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، تم نے ایسا کام ہی کیوں کیا جس کی تمہیں معذرت کرنی پڑی۔ دیکھو اب ایسا نہ کرنا۔ اور یاد رکھو! جب سو کہ کوئی ہیں گالی دے رہا ہے تو تم وہاں سے اپنا دستہ ہی بدل دو، اور جہاں تمہیں بھیجا گیا ہے وہاں جاؤ۔ جو وہیں گالی دے رہا ہو، اس سے دست و گریبان نہ ہو، اور اسے یہ نہ بتاؤ کہ تم کون ہو، اس لیے کہ ہم ایک بڑے شہر اور بڑی آبادی میں ہیں۔ اچھا اب جہاں جا رہے تھے جاؤ اور یہ جان لو کہ تمہاری خبریں اور تمہارے حالات سب ہمارے سامنے پیش ہو کر رہے ہیں۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۴ - ۲۲۸)

# ② = واقفیوں سے ترک موالات کرو

احمد بن محمد بن مطہر سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ اہل جبل میں سے ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادق کی امامت پر آکر توقف کرتا تھا (یعنی اُن کے بعد کے ائمہ کا قائل نہ تھا) کہ کیا اس سے تو لا رکھا جائے یا اس سے تبرک کیا جائے؟ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کیا تم اپنے چچا کے لیے رحمت کی دعا کرو گے؟ اللہ تعالیٰ چچا پر رحم نہ کرے گا، اس سے تبرک کرو، میں ان (واقفیوں) سے بری ہوں ان سے میل ملاپ نہ رکھو، ان کے پیادوں کی عیادت کو نہ جاؤ، ان کے جنازوں میں شریک نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کی غازی جنازہ کبھی نہ پڑھو۔ خواہ ان میں سے کوئی ایسا ہو جو ایسے امام سے انکار کرتا جو جس کی امامت اللہ کی جانب سے ہے، یا اماموں کی فہرست میں کسی ایسے امام کا اضافہ کرے جو من جانب اللہ امام نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ سے انکار کرے یا اس کو تین میں سے ایک سمجھے، دونوں برابر ہے۔ یاد رہے کہ جس نے ہمارے آخر کی امامت سے انکار کیا، اس نے گویا پہلے کی امامت سے بھی انکار کر دیا، اور جس نے ہم ائمہ کے ساتھ کسی اور کا اضافہ کیا وہ گویا ہم سب کی امامت کا منکر ہے۔ اور وہ سائل نہیں جانتا تھا کہ اُنہیں کا چچا بھی واقفیوں میں سے تھا۔ آپ کے اس خط سے اس کو معلوم ہوا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۱۱)

# ③ = انگلی کے اشارے سے ہدایت

کتاب الدلائل میں محمد بن ربیع شیبانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مقام ابواز میں مجھ سے اور ایک مرد ثوبیہ سے مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد میں سرمن رائے آیا مگر میرے دل میں اس مرد ثوبیہ کی کچھ باتیں کھٹک رہی تھیں، میں احمد بن حنبل کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربار عام سے نکل کر ادھر سے گزرے آپ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگشتِ سبابہ (دھڑکی انگلی) سے اشارہ کیا کہ ”ایک“ ”ایک“ ”ایک“ یعنی آپ کو ایک چھوٹے چھوٹے کھانکے کا گڑھا

## ① = حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد

صقر بن دلف سے روایت ہے

اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی ابن حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند علی النقی امام ہوگا، اس کا قول میرا قول اور اس کا میری اطاعت ہوگی، اور اس کے بعد اس کا فرزند حسن امام ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

## ② = حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی نص

کتاب کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۲۵۱

اور کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ عبد العظیم بن عبد اللہ نے حضرت امام علی النقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا، اس کے بعد لوگوں کا حال عجیب ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۱)

## ③ = نص آخر :

صقر بن دلف سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ

نے حضرت امام علی النقی ابن حضرت امام محمد تقی ابن امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا اور حسن کے بعد اس کا فرزند قائم امام ہوگا جو کو قسط و عدل سے اس طرح بھرے گا جیسے اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

• کفایۃ الاثر میں بھی علی بن ابراہیم سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (کفایۃ الاثر ص ۲۱۶)

## ④ = نص آخر :

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے ابو الحسن صاحب عکبر (امام علی النقی) کو فرمایا

ہوئے سنا کہ میرا جانشین میرے بعد میرا فرزند حسن ہوگا، مگر میرے اس جانشین کے بعد جب اس کے جانشین کا زمانہ آئے گا اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیوں؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم لوگ اُس کی ذات کو نہ دیکھ سکو گے، اور نہ اُس کا نام

سبک کرنا کا ذکر نام لوگوں کے لیے جائز سمجھا جائے گا

میں نے عرض کیا، پھر اُن کا ذکر ہم لوگ کیسے کریں گے؟

آپ نے فرمایا، تم لوگ کہنا "الحجة من آل محمد عليهم السلام"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

• کتاب غیبۃ طوسی میں صحیح سے اسی کے مثل روایت ہے (غیبۃ طوسی ص ۱۳۱)

• کتاب الارشاد میں محمد بن احمد طوسی سے اسی کے مثل روایت ہے (الارشاد ص ۲۱)

• اعلام الوری میں بھی محمد بن احمد طوسی سے اسی کے مثل روایت ہے (اعلام الوری ص ۳۵۲)

## ⑤ = نص آخر :

علی بن عبد اللہ بن مروان انباری کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کا انتقال ہوا، میں وہاں موجود تھا چنانچہ جب وہاں امام علی النقی علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے لیے کرسی رکھ دی گئی۔ آپ اُس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام آپ کے پہلو میں کھڑے تھے جب آپ ابو جعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو محمد سے فرمایا: اے فرزند! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے عہدہ امامت تمہارے لیے قرار دیا۔

(بصائر الدرجات ص ۲۸۴)

• اعلام الوری میں معنی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵۵)

## ⑥ = نص آخر :

سعد بن ابی ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن عسکری (امام علی النقی) علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے وقت میں وہاں موجود تھا اور اس وقت تک ابو جعفر کی امامت کے اشارے اور دلائل سامنے تھے۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تو بالکل ابو ابراہیم اور اسماعیل کا قصہ ہے، اتنے میں میری طرف

اور نقصان کی دونوں طرح کی باتیں آگئیں، اور اگر اللہ کی طرف سے اتمام نعمت و ہدایت فرض نہ ہوتا تو پھر بزرگوار کی وفات کے بعد تم لوگ نہ میرا کوئی خطہ دیکھتے نہ مجھ سے کوئی ایک حرف سنتے۔

درحقیقت تم لوگ اپنے معاد سے غافل ہو۔ میرا دوسرا فرستادہ تم لوگوں کے پاس گیا، پھر میں نے ابراہیم بن عبدہ کو مقرر کیا اور اس کا خط محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت تم لوگوں تک پہنچایا۔ اور اللہ ہر حال میں مددگار ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ زیادتی کر رہے ہو خیر تم لوگ خود گھاٹے میں رہو گے۔

جو شخص اللہ کی اطاعت سے منحرف ہوئے گا، اُس کے اولیاء کی نصیحتوں کو نہ سنے گا وہ رحمت خدا سے دور اور بہت دور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

اللہ تم لوگوں کے ضعف اور بے صبری پر رحم کرے، تم لوگوں کے حق میں میری دعا قبول کرے، میرے ہاتھوں تمہارے امور کی اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَوْمَ نَدْعُ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورة الاحقاف آیت ۱۸)

ترجمہ: (روز قیامت ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

”جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ

يَكُونَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ شُهَدَاءً“ (سورة البقرة آیت ۱۴۳)

ترجمہ: (تم لوگوں کو ہم نے ایک درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگ انسانوں کے اعمال کے شاہد بنو اور رسول تم لوگوں کے اعمال کا شاہد بنے۔)

نیز یہ بھی فرماتا ہے:

”كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (سورة آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: (تم بہترین امت ہو، جو اس لیے پیدا کیے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو۔)

لہذا میں تو یہی چاہوں گا کہ قیامت کے دن جب اللہ مجھے بلائے اور میرے ساتھ میرے اہل زمانہ میں سے جن کو بلائے تو یہ دیکھے کہ میرا اس سے کتنا تعلق خاطر تھا، اور اس کو ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں رہنے کی کتنی آرزو و تمنا تھی۔

اے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت تبصر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت شقیوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق! تم ہمارے پیغام رسال ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنا دے تاکہ وہ باز پرس سے محسوس اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب لوگوں کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوستدار ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے خاطر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کریں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جن کا نام بتائیں اُس تک پہنچائیں اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق! تم میرا خط بلالی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی ایک مرد ثقہ پر ہرگز اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک مدوح ہے اور جب تمہارا ارادہ بغداد جانے کا ہو تو ہمارے موثق وکیل دہقان ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اُس کو اس کی نقل بھی دے دینا، یا جو اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھا دینا اُن سے نہ

میرے والد نے اُسے ڈانٹا اور کھڑی کمری سنائی اور کہا اے احمق! تو لوگ پتھر باپ اور تیرے بھائی کو امام ملتے تھے اُن پر سلطان نے نوع بہ نوع مظالم ڈھائے تاکہ وہ اپنے اس اعتقاد سے باز آجائیں۔ مگر یہ ممکن نہ ہو سکا، وہ ان لوگوں کو اُن دونوں کی امامت کے اعتقاد سے نہ ہٹا سکا۔ پس اگر تو اپنے باپ اور اپنے بھائی کے شیعوں کے نزدیک امام ہے تو پھر تجھے اس کی کیا ضرورت ہے کہ سلطان تجھے یہ مرتبہ امامت عنایت کرے، اور اگر تو اُن کے شیعوں کے نزدیک امام نہیں ہے تو سلطان کے امام بننے سے کیا فائدہ وہ لوگ تو تجھے ہرگز امام تسلیم نہ کریں گے۔

اس کے بعد میرے والد نے اس کو بہت ذلیل کیا اور حکم دیا کہ آئندہ اگر مجھ سے ملنے کے لیے آئے تو اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ میرے والد جب تک زندہ رہے، اُس سے ملاقات نہیں کی۔ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور آج تک سلطان، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش میں ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ ص ۱۲۵-۱۲۰)

حسن بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ وغیرہ سے روایت ہے ان سب کا بیان ہے کہ احمد بن عبید اللہ بن خاقان قم میں خراج اور مالگذاری کی تفصیل پر مقرر تھا اور اس کے بعد اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (امام الزری ص ۲۵۴، کافی جلد ۵ ص ۲۱۸-۲۱۷)

## ⑥ = حکومت وقت کو آپ کے فرزند کی تلاش

میں نے محمد بن حسین بن عباد سے خود قویہ روایت نہیں سنی مگر تاریخ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات روز جمعہ نماز صبح کے وقت ہوئی۔ اُس شب کو آپ نے اہل مدینہ کے نام بہت سے خطوط خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔ یہ واقعہ تاریخ الاولیاء میں مذکور ہے۔ وقت وفات آپ کے پاس صیقل نامی کینز اور عقیدہ نامی خادم کے سوا اور کوئی نہ تھا، اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا بھی رہا ہو تو اس کا علم اللہ کو ہے۔

عقیدہ خادم کا بیان ہے کہ آپ نے مصطلک کے ساتھ بلا ہوا پانی منگوایا میں نے پانی حاضر کیا، پھر فرمایا: میں نماز پڑھوں گا۔

ہم لوگوں نے آپ کے حجرے میں ایک رومال بچھا دیا۔ آپ نے صیقل سے پانی لیا، چہرہ دھوا۔ دونوں ہاتھ ایک ایک مرتبہ دھوئے، سر کا مسح کیا، دونوں پاؤں کا مسح کیا۔

سے کسی نے کہا کہ ایک کینز ہے جو حاملہ معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ اس کینز کو حجرے میں بند کر کے اس پر بخیر اور اس کے ساتھیوں کا پہرہ بٹھا دیا، اور عورتوں کو بھی وہیں رکھا۔ اس کے بعد آپ کے غسل و کفن کا اہتمام ہونے لگا۔ تمام بازاری بند ہو گئے۔ میرے والد تمام بنی ہاشم، سرداران لشکر اور حکومت کے محرمین، بلکہ تمام لوگ آپ کے جنازے کے ساتھ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا مومن رے میں قیامت برپا ہوگی۔ جب غسل و کفن ہو چکا تو سلطان نے ابو عیسیٰ ابن متوکل کے پاس آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھا دو۔

چنانچہ جب آپ کا جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ قریب گیا، چہرے سے کفن ہٹایا اور تمام علویوں، عباسیوں، بنی ہاشم، سرداران لشکر، حکومت کے محرمین، قاضیوں اور فقہاء کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ لو یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہیں جو اپنی لمبی موت سے مرے ہیں اور وقت وفات امیر المومنین کے خدام میں سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں میں سے فلاں فلاں اعلیاء میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں موجود تھے۔

پھر ابن عیسیٰ نے آپ کے چہرے پر کفن ڈال دیا، کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں، اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھاؤ۔ آپ کا جنازہ آپ کے گھر کے درمیانی حصے سے اٹھایا گیا، اور جہاں آپ کے پیر بنبرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام مدفون تھے وہاں دفن کیا گیا۔

جب سب دفن وغیرہ سے فارغ ہو کر چلے گئے تو سلطان اور ان کے اصحاب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش کے لیے سید بیتاب ہوئے مختلف گھروں کے تلاشی لی اور ان کی میراث کی تقسیم کو ملتوی کیا، جس کینز پر حاملہ ہونے کا شبہ تھا، اُس پر دو سال بلکہ اس سے زیادہ عرصے تک نگران عورتیں اور مرد مقرر کیے گئے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ اس کینز کے حمل نہیں ہے تو اس کے بعد آپ کی میراث آپ کے بھائی جعفر اور آپ کی والدہ تقسیم کر دی۔ مگر آپ کی والدہ نے آپ کی وصیت کا دعویٰ کیا اور قاضی کے سامنے اس وصیت کو ثابت کیا۔ سلطان بہت تلاش میں رہا کہ کہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادہ کا پتہ و نشان مل جائے۔

میراث کی تقسیم کے بعد جعفر میرے والد کے پاس آیا اور بولا: آپ مجھے وہی مرتبہ اور مقام دیں جو میرے بھائی اور میرے والد کا تھا۔ (یعنی امامت) میں آپ کو بیس ہزار دینار سالانہ دیتا رہوں گا۔

اپنے بستر ہی پر نماز صبح ادا کی۔ اس کے بعد پینے کے لیے ایک پیالے میں پانی لیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کو رکھا، آپ کے دندان مبارک پیالے پر بیٹھ گئے، ہاتھ کا پینے لگا صیقل نے فوراً آپ کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا، اور فوراً آپ کی روح مقدس پرواز کر گئی، اور جوار رحمت الہی میں جا پہنچی۔ مٹرن رائے میں آپ کے والد بزرگوار کے پہلو میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اُس وقت آپ کی عمر کامل اتیس سال تھی۔

اسی روایت کے ضمن میں ابن عباد کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کی والدہ گرامی مدینہ سے مٹرن رائے تشریف لائیں اور میراث کے متعلق آپ کے بھائی جعفر کے ساتھ ان کے بڑے قصبے رہے جس کا بیان باعث طوالت ہے۔

جعفر نے سلطان کے پاس جا کر جعلی کھائی اور وہ راز جسے اللہ نے چھپانے کا حکم دیا تھا، اس کو افشاء کر دیا۔

مگر اس راز کو چھپانے کے لیے اس وقت صیقل کیلئے دعویٰ کر دیا کہ میں حاملہ ہوں لوگ اس کو معتبر کے گھر بلانے گئے اور معتبر کی عورتیں اس کی خادماں میں، موفق کی عورتیں اس کی خادماں میں، قاضی ابن ابی شوارب کی عورتیں ہمہ وقت اُس کی نگرانی کرنے لگیں کہ اسی اثنا میں صفارتے عباسیوں کے خلاف خروج کر دیا۔ پھر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان یک بیک مریکا، ادھر شاہ زنگ نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو مٹرن رائے سے نکلتا پڑا، اور صیقل کی طرف سے ان لوگوں کی توجہ ہٹ گئی۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۵-۱۶)

”مروج الذهب“ میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ نے عہد خلافت معتبر میں ۲۶ برس میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ فرقہ قطعیہ یعنی جمہور شیعہ کے نزدیک آپ بارہویں امام حضرت امام مہدی منتظر کے والد گرامی ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد ان لوگوں میں حضرت امام منتظر کے متعلق اختلاف ہوا اور یہ بیس فرقوں میں بکھر گئے۔

نوٹ: حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد لوگ متعدد فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

① ایک فرقے نے امام حسن عسکری ؑ کی وفات سے انکار کیا، اور کہا کہ وہ غائب ہیں اور وہی قائم منتظر ہیں۔

② دوسرے فرقے نے آپ کی موت کا اقرار کیا، مگر ان کا خیال ہے کہ وہ از سر نو زندہ ہو جائیں گے اور وہی امام منتظر ہیں۔

③ تیسرا فرقہ اس عقیدہ پر مبنی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد امام حسن عسکری ؑ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اب امت کے لیے مرجع اہلبیت علیہم السلام کی طرف روٹ گیا ہے جو حق فرقہ کا خیال ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق آپ کے بعد عہد امامت آپ کے بھائی جعفر کا حق ہے۔

④ پانچواں فرقہ بھی جعفری کی امامت کا قائل ہے مگر برہانے وصیت حضرت امام حسن عسکری ؑ کی ہے۔

⑤ چھٹا فرقہ یہ کہتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے علی امام ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔ ان میں اور قطعیہ امامیہ کے درمیان لغوی اختلاف ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ ان کا نام علی ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ ان کا نام محمد ہے۔

⑥ ساتواں فرقہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد امام حسن عسکری ؑ کے بیٹے کا نام محمد ہے کہ امام وہی ہو گا جس کے کوئی فرزند ہو، تاکہ اپنے باپ کی حیات تک وہ امام رہے اور اس کے بعد امام ناطق اور امام حسن عسکری ؑ کے بیٹے کا نام محمد ہے۔

⑦ اولاد ہی نہیں ہوتی، پھر وہ کہے امام ہو سکتے ہیں، ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کے بھائی محمد بن علی النقی نے اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے غلام نفیس کو ہدایت کی کہ یہ خاندانی کتابیں، یہ خاندانی اسلحہ جعفر بن علی کو دے دے یہ بات ان کے اور ان کے والد امام علی النقی ؑ کے درمیان طے ہو چکی تھی۔ اس کے بعد جعفر بن علی نے اپنے والد حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے بعد امام ہوئے۔

⑧ آٹھواں فرقہ وہ ہے جو ریب و شک میں مبتلا ہے، اس کو نہیں معلوم کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کے انتقال کے بعد امامت ان کے بیٹے کا ہے یا ان کے بھائی جعفر بن علی اور ان کی اولاد کے حق میں ہے۔ اس لیے وہ حضرت امام حسن عسکری ؑ پر توقع کرتے ہیں۔ آگے کے لیے کچھ نہیں کہتے۔

ان کے علاوہ شیعوں میں اور بھی متعدد فرقے ہیں۔

## ④ — شیعوں میں افتراق

ابو غانم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو محمد حسن عسکری ؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ سلسلہ امامت میں شیعوں میں افتراق پیدا ہوا ہے۔

چنانچہ اسی سہ ماہ میں آپ نے وفات پائی اور آپ کے شیعوں اور نصرت کرنے والوں میں فتنہ اُٹھ اُٹھ گیا۔ کچھ جعفر کی طرف مائل ہو گئے، کچھ نے اس کو امام مان لیا، مگر شک میں رہے، کچھ گوگلوں میں رہے، کچھ لوگ اللہ کی توفیق سے اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔

دکھانہ الاثر ص ۲۶۶

• ابی اور ابن ولید دونوں سعد بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت موجود اور ان کے دفن میں شریک نہ ہوئے انہوں نے مجھ سے بیان کیا، اور وہ اتنے تھے کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، اور ان میں ایسے بھی لوگ تھے کہ ان جیسوں پر کذب و دروغ کے الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔

الغرض حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے اٹھارہ یا اس زیادہ سال بعد ۳۸۴ھ میں ہم احمد بن عبید اللہ ابن خاقان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت خلیفہ وقت کی طرف سے خراج و مالگذاری وصول کرنے کے لیے عامل مقرر تھا، مگر وہ اول دفعہ ناصبی اور آل ابوطالب کا شدید ترین دشمن تھا۔ دوران گفتگو میں آل ابی طالب میں سے ان لوگوں کا ذکر چکر گیا جو سمرن رائے میں مقیم ہیں، وہ یہ کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ ان میں صلاحیت کیسی ہے؟ بادشاہ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔

احمد بن عبید اللہ نے بتایا کہ میں نے سمرن رائے میں علویوں کے اندر اہل بیت و سلطان وقت اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک ہدایت و خاموشی و عفت و کرم میں حضرت امام علی بن محمد بن رضا علیہ السلام جیسا شخص نہ دیکھا، نہ سنا۔ یہ لوگ اپنے بزرگوں پر بھی، ان کے عقیدے سمجھتے تھے اور اسی طرح سرداران لشکر اور وزراء و کاتبین اور عوام الناس بھی ان کا احترام کرتے۔ احمد بن عبید اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے پس پشت کھڑا تھا اس روز دوبار عام تھا کہ حاجبین دربار آئے اور عرض کیا کہ حضرت ابن رضا دروازے پر ہیں میرے والد نے باؤ باز بلند کہا، انہیں فوراً آنے کی اجازت دو۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان، سرگین آنکھیں، میانہ قد، حسین چہرہ، گدازدہ چہرے سے ہیبت و جلال آشکارا، اندر داخل ہوئے۔ میرے والد نے جب انہیں آتے ہوئے دیکھے تو ان کے استقبال کے لیے اٹھ کر خود چند قدم آگے بڑھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے بنی ہاشم میں سے کسی کے لیے یا کسی سردار لشکر کے لیے یا کسی ولی عہد کے لیے ایسا کیا ہو۔ جب میرے والد ان کے قریب پہنچے تو گلے لگایا۔ ان کے چہرے اور دونوں کانوں کو بوسہ دیا۔ ان کا ہاتھ لے کر سامنے میں ڈالا اور انہیں ملا کر اپنے منہ پر بٹھایا، جس پر وہ خود بیٹھ ہوئے تھے۔ اس وقت

پہلو میں ان کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے، ان سے باتیں کرنے لگے اور نام کے بدلے احترامات کی کنیت استعمال کرتے اور کہتے کہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر سید تعجب ہوا اتنے میں چند حاجبین دربار آئے اور بولے امیر موفوق آیا ہے۔

امیر موفوق جب میرے والد کے پاس آیا کرتا تو اس کے لیے حاجبین اور مخصوص خدام آگے بڑھ کر استقبال کرتے، نیز میرے والد کی مجلس (جائے نشست) اور گھر کے دروازے کے درمیان دو پرورے لٹکا دیتے، تاکہ بے تکلف آنا جانا رہے۔

ابھی میرے والد اس نوجوان سے مصروف گفتگو ہی تھے کہ ان کی نظر موفوق کے خدام خاص پر پڑی

انہوں نے اس نوجوان سے کہا: اے ابو محمد! میں آپ پر قربان، اگر آپ چاہیں، تو یہاں سے اٹھ کر دوسری طرف چلے جائیں۔

پھر اپنے غلام سے کہا، انہیں پردوں کے پیچھے لیجاؤ تاکہ موفوق کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔ اس کے بعد میرے والد نے اٹھ کر انہیں گلے لگایا، ان کی پستانی کو بوسہ دیا، اور وہ پس پردہ چلے گئے۔

میں نے اپنے والد کے حاجبوں اور غلاموں سے پوچھا، یہ بتاؤ کہ یہ کون ہیں جن کے ساتھ میرے والد اس طرح پیش آئے۔

انہوں نے عرض کیا، یہ ایک مرد علوی ہیں، ان کا نام حسن بن علی ہے مگر ان کا نام سے مشہور ہیں۔

یہ سن کر مجھے اور تعجب ہوا۔ میں دن بھر اس نوجوان کے اور اپنے والد کے درمیان ان روابط پر سوچتا اور غور کرتا رہا، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میرے والد کی عادت تھی کہ بعد نماز عشاء بیٹھے اور ضروری حکامات کو، نیز جو معاملہ سلطان کے سامنے پیش کرنا ہوتا اسے دیکھتے تھے۔

اب جبکہ وہ ان تمام امور سے فارغ ہو کر بیٹھے، تو میں بھی ان کے سامنے جھا کر بیٹھ گیا۔ تاکہ کچھ دریافت کروں۔

میرے والد نے کہا، احمد! کیا تمہیں کچھ کام ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، بابا! اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک بات پوچھوں۔

انہوں نے کہا، ہاں ہاں، پوچھو۔ میں نے کہا، بابا وہ کون شخص تھا جس کو میں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ

امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور اپنے بعد ان کی امامت پر نص فرمایا۔ نیز مجھے اور اپنے خدام کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا۔  
(اعلام الوری ص ۲۵)

ابن قولیہ نے کلینی سے اسی کے مثل روایت کی ہے (الارشاد ص ۳۵)  
یحییٰ بن بشار غیری سے بھی اسی کے مثل روایت ہے (فی جلد ۱ ص ۳۲۵)  
(مختار طوسی ص ۱۳۲-۱۳۱)

## ۱۲ = نص آخر :

علی بن عمر زوفلی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کے ساتھ آپ کے گھر کے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے آپ کے فرزند ابو جعفر محمد کا گذر ہوا۔  
میں نے عرض کیا، میں آپ پر قرآن کیا آپ کے بعد یہ ہم لوگوں کے امام ہو  
آپ نے فرمایا، نہیں، میرے بعد تم لوگوں کے امام حسن بن علی ہوں گے۔  
(الارشاد ص ۲۱۵) (اعلام الوری ص ۲۵، کافی جلد ۱ ص ۲۲۶-۲۲۵)

## ۱۳ = نص آخر :

عبد اللہ بن محمد اصفہانی کا بیان ہے کہ حضرت اس  
علی النقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم لوگوں کا امام وہ ہوگا جو میری نماز جنت میں  
پڑھے گا  
راوی کا بیان ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام  
میں چلے گئے تھے، مگر امام علی النقی علیہ السلام کی وفات پر وہ برآمد ہوئے اور انھوں نے آپ  
منہ جوازہ پڑھائی۔  
(الارشاد ص ۳۱۵)

## ۱۴ = نص آخر :

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام  
علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا۔  
آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا اے فرزند! خدا کا شکر  
کہ امر امامت تمہارے حصے میں ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵، الارشاد ص ۳۱۵)

## ۱۵ = نص آخر :

علی بن جنید یار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں  
نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السلام سے عرض کیا، اگر نعوذ باللہ آپ کو کچھ  
ہو گیا تو پھر ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں؟  
آپ نے ارشاد فرمایا، میرے بعد میرا عہدہ امامت میرے بڑے فرزند علی حسن عسکری  
کو ملے گا۔  
(الارشاد ص ۲۱۶)

## ۱۶ = نص آخر :

علی بن عمرو عطار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ  
ایک مرتبہ میں حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ کے  
فرزند ابو جعفر زندہ تھے اور میرا گلن تھا کہ آپ کے بعد یہی (ابو جعفر) آپ کے جانشین ہوں گے  
میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، آپ کی اولاد میں سے خاص الخاص کون ہے؟  
آپ نے فرمایا، میری اولاد میں سے ابھی کسی کو خاص الخاص نہ سمجھو جیتک کہ میں تم  
لوگوں کو کوئی حکم نہ دوں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے وفات ابو جعفر کے بعد آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ  
(آپ کے بعد) یہ امر امامت کس کے لیے ہے؟  
آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، امر امامت (میرے بعد) میری سب سے  
بڑی اولاد کے لیے ہے اور ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام جعفر (کتاب) سے بڑے تھے۔  
(الارشاد ص ۲۱۶)

## ۱۷ = نص آخر :

بنی ہاشم کی ایک جماعت سے روایت ہے جس میں  
حسن بن حسین افسس بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جس روز حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے  
فرزند محمد کا انتقال ہوا یہ سب لوگ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ  
کے لیے صحن خانہ میں ایک فرش بچھا ہوا ہے لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کا اندازہ ہے  
کہ آل ابی طالب اور بنی عباس کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمی اس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے ان کے  
مسلاہ آپ کے منہ امام اور دوسرے لوگ بھی تھے کہ اتنے میں نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کے فرزند

حضرت حسن عسکری علیہ السلام گریبان چاک آپ کے سپہدیس اگر کھڑے ہو گئے، اُس وقت ہم لوگ اُن کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

اُن کے کھڑے ہونے کے ایک ساعت بعد حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کا شکر ادا کرو کہ اُنہی نے امرِ امامت کو تمہارے لیے فرمایا ہے۔

یہ سن کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا لَيْسَ بِنَاجِيٍّ بِمِمْفَرَمَا، اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ کی حمد اور اس کا شکر کہ اُس نے ہم پر اپنی نعمت کو تمام کیا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا لَيْسَ بِنَاجِيٍّ

ہم نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا، یہ امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند حسن ہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق اُس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال ہوگی۔ دن ہم نے انہیں پہچانا اور سمجھ گئے کہ امامت کے لیے ان ہی کو انتخاب کیا گیا ہے۔ اور ان ہی آپ نے اپنا جانشین نامزد فرمادیا ہے۔ (کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷) (الارشاد صفحہ ۳۱۸)

## ①۸ نص آخر :

ابو بکر فہرغی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام نے مجھے خط میں لکھا کہ میرا فرزند ابو محمد (امام حسن عسکری) اکمل محمد بن صالح بن فطرت کا مالک ہے اور ان میں سب سے زیادہ مؤثق اور صاحبِ حجت ہے۔ یہ میری اولاد میں سب سے بڑا ہے یہی میرا جانشین ہے، امامت کا عہدہ اسی کو طے گا جو مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیا جائے ہو، اس سے پوچھو اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی تمہیں احتیاج ہے۔ (اعلام الوری صفحہ ۳۵۱ - کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷) (الارشاد صفحہ ۳۱۸)

# بَحَارُ الْاَنْوَارِ



باب



بعض معجزاتِ مکامِ اخلاق  
اور  
دیگر امور

احترام و اکرام کا سلوک کر رہے تھے ؟ اور فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

انہوں نے کہا بیٹے ! وہ ابنِ رضا ہیں جو رافضیوں کے امام ہیں !

پھر تھوڑی دیر خاموش رہے، اس کے بعد بولے بیٹے ! اگر یہ خلافت نبی عباس کے نکلی تو نبی ہاشم میں اس خلافت کا مستحق ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور یہ استحقاق ان کو اپنے فضل و شرف، اپنی عفت و ہدایت، اپنی صیانت نفس، اپنی پرہیزگاری اور عبادت اپنے بہترین اخلاق و صلاحیت کی بنا پر ہے۔ تم انہیں جب دیکھو گے تو یہ سمجھو گے کہ ایک مرد جلیل و شریف اور عالم و فاضل کی زیارت سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

جب میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق یہ سنا تو مجھے اپنے والد پر غصہ آیا۔ لیکن میں ان کے حالات لوگوں سے دریافت کرتا اور ان کے متعلق بحث کرتا رہا۔ میں نے نبی ہاشم سردار ان شکر، کاتبانِ حکومت، قاضیانِ مملکت، فقہائے عصر اور تمام لوگوں میں جس کسی سے بھی ان کے متعلق دریافت کرتا، یہی معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کے نزدیک ان کا درجہ اعظام و اکرام ہے، سب ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور اہل بیت اپنے بڑھوں اور بزرگوں پر بھی انہیں مقدم سمجھتے ہیں۔ مگر ہر ایک یہی کہتا کہ وہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر تو میرے نزدیک ان کی قدر و منزلت اور بڑھائی میں نے ان کے تمام دوست اور دشمن سب کو دیکھا کہ وہ سب ان کے مزاج تھے۔ ایک مرتبہ میرے والد کی مجلس میں کچھ اشعری بھی موجود تھے۔

ان میں سے ایک نے پوچھا اے ابو بکیر ! یہ بھی تو بتائیں کہ ان کے بھائی جعفر کا

کیا حال ہے ؟

انہوں نے کہا جعفر کون ہے جس کا حال معلوم کیا جائے، یا جس کا نام ان کے ساتھ لیا جائے جعفر بالاعلان فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہے، بے شرم و بے حیا اور شاربِ خمر ہے تم نے ایسے لوگ کم ہی دیکھے ہوں گے۔ وہ نرا گدھا اور احمق ہے۔



## ایک شبے کا ازالہ

واضح ہو کہ ۱۱۰۶ھ میں سمرقند کے اندر روضہ منورہ عسکریہ ایک حادثے سے دوچار ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ سمرقند کے پیرروہیوں اور اجلائیات غلبہ پالیا۔ ان کے ظلم و ستم سے عاجز آکر وہاں کے سادات و اشراف اپنا گھر بار چھوڑ کر گریز کیا اور ان روہیوں اور اجلائیات عرب نے روضہ مقدس کے احترام و اکرام میں بے توقیر ہو کر کام لیا۔ چنانچہ ایک شب روضہ کے اندر چار گسی ناندنا سب بیکار کیا گیا اور ان میں سے ایک ہوا قتیلہ اتفاقاً گر پڑا جس سے روضہ کے فرش اور لکڑیوں نے آگ پکڑ لی۔ اس حادثے کوئی رہ نہ گیا تھا جو اس کو بروقت بجھا دیتا، اس لیے روضہ کے سارے فرداں مقدس صندوق وغیرہ جل گئے۔ یہ چیز ضعیف العقل شیعوں کے اعتقاد میں تھیں کہ ان ناصبیوں میں بیباکی و گستاخی میں اضافہ کا سبب بن گئی۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ خبر نہ تھی کہ اللہ کی بارگاہ میں ان ذوات مقدسہ کی بلندی مقام اور رفعت شان میں کوئی فرق ہے یہ حادثہ وہاں کے موجود باشندوں سے اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے۔ یہ خبری نہیں کہ یہی ہوتا رہے۔ کیونکہ معجزہ معالج کثیرہ اور اسرار خفیت کے تابع ہوتا رہے۔ ایسے واقعات و حادثات تو ہر روز ہوتے رہے اندر روضہ مقدس میں بھی پیش آچکے ہیں۔ چنانچہ شیخ کامل و فاضل یعنی بن سعید اپنی کتاب "جامع التواریخ" باب اللہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ جانے کا موقع ملے تو مستحب ہے کہ آنحضرت کے قبر کے پاس نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر اس سال یعنی ۱۰۵۶ھ میں ماہ رمضان ۱۰۵۶ھ میں اندر منبرِ رسول اور مسجدِ رسول کی چھتیں سب جل گئیں اور اب اس کے بعد کچھ عرصہ تک انہیں تیار نہیں کیا گیا۔ نیز صاحب کتاب "عیون التواریخ" جو فاضل مخالفین میں سے ہیں، ان واقعات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ یکم ماہ رمضان ۱۰۵۶ھ میں صلی اللہ علیہ وسلم میں آگ لگی اور اس کی آہستہ آہستہ شمال مغرب کے گوشے سے لگی۔ اس واقعہ کے بعد داخل ہوا اس کے ساتھ آگ تھی اس سے وہاں کی بعض چیزیں

## ① = آپ کے سرِ اقدس کا نور

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کے عنلام بذل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سوئے تھے اور آپ کے سرِ مبارک سے ایک نورِ ساطع تھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا۔

(مختار البحر المحیط ص ۲۱۵ کشف الغمۃ جلد ۲ ص ۲۰۲)

• کتاب الدلائل میں بھی اسی کے مثل روایت ہے

## ② = اطلاع آمدِ امامِ مہدی

عیسیٰ بن مسیح سے روایت ہے اس کا بیان ہے

کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہم لوگوں کے پاس قید خانے میں آئے۔ میں آپ کو پہچاننا چاہا آپ نے مجھ سے فرمایا، تمہاری عمر اس وقت بیسٹھ سال اتنے مہینے اور اتنے دن ہیں میرے پاس دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخِ پیدائش تحریر تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو واقعاً جو آپ نے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔

آپ نے پھر پوچھا، تمہارے کوئی لڑکا ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں۔

آپ نے فرمایا، پروردگار! اس کو ایک لڑکا عنایت فرما جو اس کا بازو بنے۔ کیونکہ وہ باپ کے لیے بہترین بازو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ، کیا آپ کے بھی کوئی بیٹا ہے؟

آپ نے فرمایا، ہاں، خدا کی قسم میرے ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی۔ مگر اس وقت تو کوئی لڑکا نہیں ہے

(مختار البحر المحیط)

## ③ = ظہورِ امامِ مہدی اور انہدامِ منارِ مساجد

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں

ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اثنائے گفتگو ارشاد فرمایا، جب امام قائم (مہدی) کا ظہور ہوگا تو وہ حکم دیں گے کہ مسجدوں کے تمام منارے اور مقصورے (مینار اور کنگرے) منہدم کر دیے جائیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا، آخر وہ ایسا کیوں کریں گے؟

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، وہ ایسا اس لیے کریں گے کہ یہ حدیث اور بدعت ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی مسجد میں کوئی مینار یا مقصورہ بنانے کا حکم دیا، اور نہ کسی حجتِ خدا نے نبویا۔ (مناقب آلِ ابی طالب جلد ۳ ص ۲۲۷)

(غیبۃ الشیخ ص ۱۳۳)

• کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغمۃ جلد ۲ ص ۲۰۶)

• اعلام الوری میں بھی اسناد کے ساتھ جعفری کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵۵)

## ④ = اسحاق کندی کی تناقضِ قرآن

اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تردید

ابو القاسم کوئی نے کتاب التبدیل

میں تحریر کیا ہے کہ اسحاق کندی جو عراق میں اپنے زمانے کا سب سے مشہور فلسفی تھا اس نے ایک کتاب "تناقض القرآن" تصنیف کرنی شروع کی۔ اسے اپنی اس تصنیف پر بڑا ناز ہوا، اور اپنی جگہ پر سمجھنے لگا کہ اس نے علماء میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیا ہے۔

اس کا ایک شاگرد، ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوا۔

آپ نے اس سے ارشاد فرمایا، کیا تم میں کوئی ایسا مردِ رشید نہیں ہے جو اپنے استاد کندی کو اس کام سے باز رکھ سکے جو وہ قرآن کے سلسلے میں کر رہا ہے؟

اس شاگرد نے عرض کیا، مگر ہم لوگ تو اس کے شاگرد ہی ہمارے لیے یہ بات

کب مناسب ہے کہ اس کے کسی بھی کام پر اعتراض کریں؟

دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ چھت بھی جلنے لگی پھر وہاں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھی اور  
نے آگ بجھانے کی فوراً کوشش کی مگر مسجد کی ساری چھتیں جل گئیں، بلکہ بعض ستونوں کے  
سے بھی پھسل گئے، اور یہ سب کچھ لوگوں کے سونے سے پہلے ہو گیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی چھت بھی جل گئی اور لوگوں نے  
جمعہ کو نماز صبح دوسری جگہ پڑھی۔ بلکہ تاریخ کی کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ قرامطہ نے خانہ کعبہ کو  
مسما کیا اور حجر اسود وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور اسے مسجد کوفہ میں نصب کر دیا مگر ان میں سے  
کسی موقع پر کوئی عجزہ ظاہر نہیں ہو اور اللہ کی طرف سے ان مواقع پر فوراً کوئی روک ٹوک نہیں  
ہوئی، بلکہ کچھ زمانے کے بعد ان شہروں میں وہاں کے باشندوں پر غضب الہی کے آثار ظاہر ہوئے  
جس طرح سامرہ میں روضہ مسکین کے جلنے کی وجہ سے غضب الہی کا اظہار اس طرح ہوا کہ روم پر  
عربوں کو فتح ہوئی، ان کے کئی شہر انھوں نے جپیں دیے، ان کے بیشمار آدمی قتل ہوئے اور یہ جنگ  
کی آگ ان اطراف میں تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔

پھر ان کی سلطنت پر افرنکی قابض ہو گئے، اور انھوں نے بھی ان کے بیشمار آدمی قتل  
کیے، اور یہ سب نتیجہ تھا اس امر کا کہ انھوں نے امور دین میں تباہی برتی اور ائمہ علیہم السلام کے  
احترام میں بے توقیری سے کام لیا۔

امور متذکرہ بالا ہی غضب الہی کی شہادت کے لیے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ بخت نصر  
کا بیت المقدس پر قابض ہونا، اس کو منہدم کرنا، اس کے احترام کو برباد کرنا، حالانکہ بیت المقدس  
انبیاء اور اوصیاء کا تعمیر کردہ تھا۔ وہ سب سے بڑی عبادت گاہ اور سب سے بڑی مسجد تھی قبلہ اولیٰ  
تھا، مگر بخت نصر نے وہاں کئی ہزار بنی اسرائیل کے اصفیاء و صلحاء و اخیار اور رہبان کو قتل  
کر ڈالا۔ یہ بھی اس لیے ہوا کہ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی، ان کی مدد نہیں کی، ان کی شان  
میں گستاخیاں کیں اور انہیں قتل کیا تھا۔

بہر حال جب نمرتن رائے میں روضہ مسکین کے جلنے کی خبر جب سلطان حسین کو پہنچی  
تو انھوں نے اس روضہ کی تعمیر نو کو اپنے لیے فرض عین سمجھا، اور حکم دیا کہ چاروں صندوقوں کی  
ترصیص و تزیین کردی جائے اور قبر کے گرد جالی مار ضریح بنادی جائے جو انتہائی خوش کن  
اور دیدہ زیب ہو۔

(فقط) تمت بالخیر